4 تا10 ستمبر 2008ء/3 تا9 رمضان المبارک1429ھ

رمضان، قرآن اور پاکستان
نیکیوں کی فصل بہار
روزہ، قرآن اور قیام اللیل
پاکستان کا المیہ
آیات قرآنی کی روشنی میں
بوسنیا کی تحریک آزادی
حکمران پرویز کے انجام سے......
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں
عالم اسلام

ماہ رمضان......ایک شعوری سفر

اللہ تعالیٰ اپنے سرکش، گنہگار اور معصیت آلودہ بندوں کو (مغفرت کے) خصوصی موقع فراہم کرتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ بندے اس کے غضب کا شکار ہوں۔ جہنم سے ان کی رہائی کا خاص اہتمام فرماتا ہے۔ وہ اللہ جو ہمارا رب ہے، جو رحمت و فیاضی کا مصدر اور محبت و الفت کا سرچشمہ ہے، ماہ رمضان میں اس کی فیاضی موج زن ہوتی ہے۔ وہ حقیر اور معمولی نیکیوں کے بہانے سے بڑے بڑے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جو بندہ سرفگندہ روئے، توبہ و استغفار کرے، اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ نیکیوں کی توفیق عطا کرتا ہے، برائیوں کو اس سے دور ہٹا دیتا ہے۔ اس کی رحمت کا ایک ایک جلوہ دیکھو۔ وہ اپنے وفاداروں کے لیے جنت کے گلستانوں کو آراستہ کرتا ہے، ان کے دروازے کھول دیتا ہے، جہنم کے دروازے بند کر دیتا ہے، جہنم کی طرف کھینچنے والے عوامل و محرکات کو بے بس و کم زور کر دیتا ہے۔ بھلا سوچو، اس عنایت، محبت، مغفرت اور احسان کا تقاضا کیا ہے؟ یہی کہ غفلت و لاپرواہی میں یہ مہینہ بھی گزار دیا جائے اور زندگی اسی ڈگر پر چلتی رہے یا یہ کہ جذبۂ احسان اور شکر گزاری کے ساتھ اس مہربان آقا کی طرف دوڑ لگائی جائے، توبہ و انابت اور استغفار کے ذریعہ زنگ آلود دلوں کا تزکیہ کیا جائے۔ یقیناً معقولیت اور حقیقت پسندی کا تقاضا یہی ہے۔ مگر یہ عمل شعوری عہد چاہتا ہے، بیدار مغزی کا مطالبہ کرتا ہے، عمل کی قوت اور زندگی کی توانائیاں چاہتا ہے، فکر و نظر کی آمادگی چاہتا ہے، قوت ارادی چاہتا ہے، عزم اور فیصلہ چاہتا ہے۔ یہ صرف تمناؤں اور آرزوں سے ممکن نہیں۔

روزہ اور قرآن

عبدالعزیز سلفی فلاحی

الھدیٰ (338)

سورۃ الانعام

(آیات:159-163)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَاۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًاۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾﴾

”جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) راستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے اُن سے تم کو کچھ کام نہیں۔ اُن کا کام اللہ کے حوالے پھر جو جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ اُن کو (سب) بتائے گا۔ جو کوئی (اللہ کے حضور) نیکی لے کر آئے گا اُس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اُسے سزا ویسی ہی ملے گی اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے (یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیمؑ کا جو ایک (اللہ) ہی کی طرف کے تھے۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اوّل فرمانبردار ہوں۔“

سب لوگ ایک ہی دین پر تھے مگر بعد ازاں لوگوں نے صراط مستقیم سے انحراف کر کے اپنی اپنی علیحدہ پگڈنڈیاں بنا لیں۔ اے نبی ﷺ! جنہوں نے اپنے دین کے ٹکڑے کر دیے اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور اتحادِ نوعِ انسانی کو پارہ پارہ کر دیا اُن کے ساتھ آپؐ کا کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اللہ ہی اُن کا فیصلہ کرے گا، پھر انہیں جتلا دے گا جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ مائل بہ کرم ہے۔ جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا اُسے اُس کا دس گنا اجر ملے گا اور جو کوئی بدی کما کر لائے گا اُسے اُس بدی کے برابر ہی سزا ملے گی۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ وہ نیکی کی جزا تو بڑھا چڑھا کر دیتا ہے مگر بدی کی سزا بدی کے برابر ہی رکھتا ہے، زیادہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی پر ظلم اور زیادتی نہ ہو گی۔

بیس رکوعوں پر مشتمل اس سورت میں ”یٰایھا الذین امنوا“ کے الفاظ ایک دفعہ بھی نہیں آئے۔ درمیان درمیان میں رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہے اور آپؐ کی وساطت سے تمام اہل ایمان مخاطب ہیں۔ اے نبی ﷺ! کہیے، میرے رب نے تو مجھے ہدایت دے دی ہے، سیدھی راہ کی طرف (کاش ہم میں سے ہر شخص یہ کہہ دے مگر تب ہی کہے گا جب اللہ کی ہدایت کو اختیار کرے گا) وہ دین ہے سیدھا قائم، اور وہ ابراہیمؑ کی ملت ہے جو ایک ہی کا ہو رہا تھا۔ اور یقیناً ابراہیمؑ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

اے نبی کہیے، میری نماز، میری قربانی اور اسی طرح میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ آیا ہم یہ الفاظ کہنے کے قابل ہیں، آیا فی الواقع رضائے الٰہی ہمارا مقصد زندگی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ مقصد زندگی کو ہر دم یاد رکھیں۔ زندگی کی ناگزیر ضروریات تو پورا کرنا ہے مگر اپنا وقت، توانائی اور صلاحیت کا ایک حصہ دین میں ضرور لگنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ اصل جدوجہد تو اِسی زندگی کو سنوارنے کے لیے ہو اور دین کی حیثیت صرف ضمیمہ کے طور پر ہو۔ بلکہ اپنے طرزِ عمل سے ایسا معلوم ہو کہ اصل شے تو یہ ہے کہ سونا جاگنا، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا سب اللہ ہی کے لیے ہو، البتہ ضروریات زندگی کے حصول کے لیے بھی مجبوراً کہیں اور کچھ نہ کچھ وقت لگ رہا ہو۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

رمضانُ المبارک کو قیمتی بنائیے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))(متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں قیام اللیل (نمازِ تراویح) کا اہتمام کیا، اس کے سابقہ سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

تشریح: روزہ دار نہ صرف اپنی زبان و بیان، اپنے افکار و خیالات، اپنے معاملات و معمولات میں احکامِ الٰہی اور سنت رسول ﷺ کی مہینہ بھر تربیت حاصل کرتا ہے، بلکہ شب کو بھی قیام اللیل (نمازِ تراویح) میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو توجہ اور انہماک سے سنتا ہے، اس طرح اس کی زندگی میں انقلاب آتا ہے اور اگر وہ ٹھیک ٹھیک ان ہدایات کو اپناتا ہے تو یقیناً اس کی زندگی میں تبدیلی آنی چاہیے اور یہی تبدیلی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 17 — 4 تا 10 ستمبر 2008ء — 3 تا 8 رمضان المبارک 1429ھ — شمارہ 36

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300روپے
بیرون پاکستان

انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ ایشیا افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان، قرآن اور پاکستان

رمضان، قرآن اور پاکستان محض ہم قافیہ الفاظ نہیں ہیں، حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے کسی دوسرے گوشے میں بسنے والے مسلمانوں کی نسبت مسلمانانِ پاکستان کا رمضان اور قرآن سے اضافی تعلق بھی ہے، وہ اس لیے کہ پاکستان رمضان کی اس شب میں قائم ہوا، جس کے بارے میں گمانِ غالب ہے کہ وہ لیلۃ القدر ہی ہے جسے قرآن نے نزولِ قرآن کی شب ہونے کی بنا پر ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا۔ اگرچہ 1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ یہ ثابت کر چکی تھی کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے۔ لیکن پھر بھی 1947ء کے آغاز میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان اسی سال دنیا کے نقشہ پر حقیقت بن کر اُبھر سکے گی۔ انگریز حاکموں اور برصغیر کی بڑی قوم ہندو کی شدید ترین مخالفت کے باوجود اس کا قائم ہو جانا ہی کچھ ناقابل فہم سا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن تشکیل پاکستان کے تاریخی واقعات کو مرحلہ وار دیکھیں تو اس سال ستائیس رمضان المبارک کی نصف شب کے قریب قیام پاکستان کا اعلان خالصتاً کن فیکون کا مظہر محسوس ہوتا ہے۔ 1940ء کی قراردادِ لاہور میں پاکستان کا ذکر نہیں تھا بلکہ اس میں آزاد مسلمان ریاستوں کا ذکر ہے۔ اس پس منظر میں ایک ہزار میل سے زائد زمینی فصل رکھنے والے دو حصوں پر مشتمل ایک ریاست کا قائم ہو جانا معجزہ محسوس ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان کو بجا طور پر مملکت خداداد کہا جاتا ہے۔ لیکن رمضان اور قرآن کے ساتھ مسلمانانِ پاکستان نے کیا سلوک کیا، یہ ایک دل فگار کہانی ہے۔ رمضان کو تاجروں، سٹاکسٹوں اور صنعت کاروں نے لوٹ کھسوٹ اور چور بازاری کا مہینہ بنا لیا۔ حکومت کا حال یہ ہے کہ گراں فروشی کے الزام میں چھوٹے چھوٹے دکانداروں اور کریانہ فروشوں کو گرفتار کر رہی ہے اور اپنی گراں فروشی کا یہ عالم ہے کہ دنیا بھر میں تیل چند دنوں میں تقریباً 40 ڈالر فی بیرل سستا ہوا ہے لیکن پاکستانی عوام کو پہلے نرخوں پر فروخت کیا جا رہا ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان بنا کر ہندو سے ہزار سالہ رفاقت ختم کی، اس کی دشمنی مول لی اور نتیجہ کے طور پر ہندو کے ہاتھوں لاکھوں مسلمان بے گھر ہوئے، بے شمار قتل ہوئے اور ان گنت مسلم خواتین کی بے حرمتی ہوئی، یعنی پاکستان پر جان، مال اور عزت جو انسان کا کُل سرمایہ ہوتا ہے، سب کچھ لٹا دیا۔ پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ اتنا پرکشش نعرہ تھا اور نظریۂ پاکستان کی اصطلاح اتنی دلپذیر تھی کہ یہ قربانیاں حقیر محسوس ہوتی تھیں۔ نظریۂ پاکستان یعنی اسلام کے یوں تو دو بنیادی ماخذ ہیں قرآن اور حدیث، لیکن یہ دو بھی اس طرح اکائی بن جاتے ہیں کہ حضور ﷺ قرآن مجسم اور قرآن ناطق بھی تو کہلاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ایک حدیث کے مطابق قرآن سیرت رسول ﷺ اور خلق رسول ﷺ ہی کا تو بیان ہے۔ یعنی قرآن دین متین کا اصل منبع، سرچشمہ اور ماخذ ہے۔ لہٰذا نظریہ پاکستان کی آبیاری کے لیے پاکستان میں جو پہلا کام ہونا چاہیے تھا، وہ یہ تھا کہ قرآن کی تعلیم کو عام کیا جاتا، قرآن کی زبان کو سیکھا اور سکھایا جاتا آخر انگریزی زبان میں مہارت حاصل کی جا سکتی ہے تو قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے عربی کیوں نہیں سیکھی جا سکتی۔ اگرچہ قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ اسے سمجھے بغیر بھی پڑھا جائے تو ایک لطف، سرور اور کیف محسوس ہوتا ہے، لیکن عملی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے احکاماتِ قرآنی کو اپنا امام بنانے کی ضرورت تھی۔ اس کے حکم پر عمل کیا جاتا اور اس کے روکے رکا جاتا۔ لیکن صد افسوس کہ عوامی اور حکومتی دونوں سطحوں پر عملی زندگی سے اسلام کو خارج کر دیا گیا۔ ہم مصنوعی روشنیوں کے ذریعے عزت و وقار کا راستہ ٹٹولنے کی کوشش کر رہے ہیں اور فطری روشنی کے مینار قرآن مجید پر ریشمی جزدانوں کے بے شمار غلاف ڈال دیئے ہیں اور شعوری یا غیر شعوری طور پر کوشاں ہیں کہ حق کو دبیز ریشمی پردوں میں چھپا دیا جائے۔ نتیجتاً ہم صراطِ مستقیم سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ اسلام کے عادلانہ نظام کو اپنانا تو دور کی بات ہے، ہم عام انسانی اخلاقیات سے بھی عاری ہو چکے ہیں۔ ظلم، ناانصافی، کرپشن، خیانت، جھوٹ، بددیانتی اور منافقت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا۔ اپنے معاشرے پر نگاہ ڈالیں سیاسی اور معاشی سطح پر ہماری کوئی کل سیدھی نہیں۔ بیرون ملک ہماری پہچان ایک بھکاری ملک کی ہے۔ دولت اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم نے طبقاتی خلیج کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ یا وہ لوگ ہیں جو نزلہ و زکام کے علاج کے لیے یورپ میں ہسپتال بک کرواتے ہیں اور اپنے کتوں کے لیے ایئر کنڈیشنڈ کمرے تعمیر کرواتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو بھوک اور بیماری کے ہاتھوں رسی باندھ کر چھت سے جھول جاتے ہیں۔ (باقی صفحہ 19 پر)

پیر و مرید

[بالِ جبریل]

مریدِ ہندی

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے خوں　　علمِ حاضر سے ہے دیں زار و زبوں!

پیرِ رومی

علم را برتن زنی مارے بود!　　علم را بردل زنی یارے بود!

مریدِ ہندی

اے امامِ عاشقانِ دردمند　　یاد ہے مجھکو ترا حرفِ بلند
خشک مغز و خشک تار و خشک پوست　　از کجا می آید ایں آوازِ دوست،
دورِ حاضر مستِ چنگ و بے سرور!　　بے ثبات و بے یقین و بے حضور!
کیا خبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا!　　دوست کیا ہے دوست کی آواز کیا!
آہ یورپ! با فروغ و تابناک　　نغمہ اس کو کھینچتا ہے سوئے خاک!

پیرِ رومی

برسماعِ راست ہر کس چیر نیست!　　طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست!

اِس طویل مکالمے کے پردے میں اقبال نے اُس عقیدت کا اظہار کیا ہے جو انہیں اپنے مرشدِ رُومیؒ کے ساتھ تھی۔ "مثنوی مولانا روم" کے بعض حقائق و معارف سے عصرِ حاضر کے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے، تاکہ اُن کے دل میں اِس لافانی کتاب کے مطالعے کا شوق پیدا ہو۔ مسلمانوں کی حیاتِ ملّی کے بعض مسائل کا حل پیش کیا ہے اور ہمیں اِس حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ میرے کلام کو سمجھنے کے لیے "مثنوی" کا مطالعہ اشد ضروری ہے:

1۔ مرید ہندی کہتا ہے کہ حقیقتِ حال کو پرکھنے والی آنکھ سے آنسوؤں کی جگہ خون جاری ہے، اس لیے کہ عہدِ حاضر کی تہذیب اور علوم نے مذہب کی اہمیت گھٹا دی اور یُوں دین کو خراب وخستہ کر کے رکھ دیا ہے۔ مسلمان مغربی علوم کو پڑھ کر دین سے بیگانہ ہوتے جاتے ہیں۔ آپ کے نزدیک اس کا کیا علاج ہے؟

پیر رومی جواب دیتے ہیں کہ علمِ حاضر تو بذاتِ خود مُضر نہیں ہے۔ اگر مسلمان اسے حاصل کر کے دین سے بیگانہ ہوتے جاتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا زاویۂ نگاہ غلط ہے۔ حصولِ علم سے اُن کا مقصد صحیح نہیں ہے۔ وہ چونکہ علم کو تن پروری اور آسائشِ دنیوی کے حصول اور جلبِ زر کے لیے حاصل کرتے ہیں، اس لیے علم اُن کے حق میں سانپ بن گیا ہے، یعنی اُس کے اثر سے اُن کی روحانی موت واقع ہو گئی ہے۔ اگر وہ جدید علوم وفنون کو اِس غرض سے حاصل کرتے کہ اُن کے ذریعے اپنے آپ کو دین کا خادم بنائیں گے، اور انہیں پڑھ کر دین وملت کی خدمت کریں گے تو یہ علوم اُن کے حق میں مفید یعنی یارِ غمگسار بن جاتے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ تلوار بذاتِ خود اچھی ہے نہ بُری، اس کا مقصد یا استعمال اُسے اچھا یا بُرا بناتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص کسی مظلوم کی حمایت میں تلوار اُٹھائے تو وہ اچھی ہے، لیکن اگر کسی بے گناہ کا خون کر دے تو وہی تلوار بُری ہے۔ امام رازیؒ اور امام غزالیؒ نے بھی فلسفہ اور سائنس پڑھی تھی، لیکن انہوں نے اِن علوم کو دین کی حمایت میں استعمال کیا اور اُن کی مدد سے مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دیے۔ اس لیے یہ علوم اُن کے حق میں "یار" بن گئے، ہم چونکہ اِن علوم کو دنیا حاصل کرنے کے لیے پڑھتے ہیں، اس لیے ہمارے حق میں "مار" بن گئے۔ علم کو اگر شکم پروری کی غرض سے حاصل کرو گے تو وبالِ جان اور حجابِ اکبر بن جائے گا، اور اگر اِسی علم کو تم معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے پڑھو گے تو یہ تمہارا رہنما اور رفیقِ زندگی بن جائے گا۔

2۔ مرید ہندی (اقبال) عرض کرتا ہے کہ اے مرشدا جو نکتہ آپ نے اِس شعر میں بیان کیا ہے، وہ میرے دل پر نقش ہو گیا ہے۔ تیرا یہ پُر معنی قول مجھے یاد ہے کہ ساز کا مغز خشک ہوتا ہے۔ تار خشک ہوتے ہیں، ڈھانچہ خشک ہوتا ہے، پھر اس میں سے وہ نغمے کیونکر پیدا ہوتے ہیں جو محبوبِ حقیقی کی یاد تازہ کرتے ہیں؟

موجودہ دور آواز پرستی کا ہے لیکن کیف وسرور سے بے بہرہ ہے۔ نہ اس کے قدم راہِ حق پر جمے ہوئے ہیں، نہ اس میں یقین کا شمہ نظر آتا ہے، نہ اسے حضوری کا ذوق نصیب ہے۔ وہ کیا جانے کہ اصل بھید کیا ہے۔ دوست کون ہے اور دوست کی آواز سے کیا مراد ہے؟ افسوس کہ یورپ والوں نے علوم وفنون کی روشنی سے بظاہر ترقی کر لی اور ان میں چمک دمک بھی پیدا ہو گئی، لیکن نغمہ انہیں خاک ہی کی طرف کھینچے لیے جاتا ہے، آسمان کی طرف نہیں۔ یعنی وہ نیچے ہی گرے جاتے ہیں۔ زمین ہی کی چیزوں میں انہوں نے دل اٹکا رکھے ہیں۔ اپنے خالق ومالک سے تعلق پیدا نہیں کرتے۔ اس کا سبب کیا ہے؟

پیر رومی جواب دیتے ہیں کہ ہر وجود اس بات پر قادر نہیں کہ نغمے سے صحیح فائدہ اٹھائے۔ دیکھو، انجیر ہر پرندے کی غذا نہیں۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح انجیر جیسا لذیذ پھل ہر پرندہ نہیں کھا سکتا، اسی طرح پُر کیف نغموں سے صحیح فائدہ بھی ہر شخص نہیں اٹھا سکتا۔ یورپ کی کم نصیبی ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیقی سماع کا اہل نہ بنا سکا۔

ماہ رمضان المبارک: نیکیوں کی فصل بہار

نبی اکرم ﷺ کے ایمان افروز خطبہ کی تشریح و توضیح

مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے 29 اگست کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات محترم! آج شعبان کی 26 تاریخ ہے۔ چند دن کے بعد ہم پر رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس ماہ مبارک کو نیکیوں کا موسم بہار کہا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کی ہیجانی کیفیت کا ایک مظہر ہے کہ اس ماہ میں ہر نیک عمل کا ثواب کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ گویا یہ نیکیوں کی لوٹ سیل ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک خصوصی مظہر۔ چنانچہ اس ماہ کی آمد سے قبل اس لوٹ سیل سے فائدہ اٹھانے کے لیے آپ کو ذہنی طور پر تیار کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ ماہ رمضان آئے گا اور گزر جائے گا، اور آخر میں ہم کف افسوس مل رہے ہوں گے۔ تو اس موسم سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان ذہنی طور پر پہلے سے تیار اور آمادۂ عمل ہو۔ چنانچہ اسی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے شعبان کے آخری دن ایک حد درجہ جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔ آج میں اسی خطبہ کی روشنی میں گفتگو کروں گا۔

ہر سال رمضان سے پہلے جب بھی موقع ملتا ہے، اس کا بیان ہوتا ہے۔ دراصل یہ خطبہ نبی اکرم ﷺ کی جانب سے ہمارے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ ایک تحفہ تو یہ ماہ رمضان بھی ہے جس کو یہ مل گیا اس کے لیے بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ بہت سے لوگ تھے جو پچھلے رمضان میں ہمارے ساتھ تھے لیکن یہ رمضان ان کی زندگی میں نہیں آیا...... لیکن یاد رکھیے، یہ خوش نصیبی اُن کے لیے ہے جو اس سے فائدہ اٹھائیں، ورنہ حدیث کے مطابق جس کسی کو رمضان جیسا مبارک مہینہ ملے اور وہ اپنے گناہ نہ بخشوا سکے، مغفرت نہ کرا سکے، وہ تباہ ہو گیا، وہ انتہائی بدنصیب ہے۔ اس خطبہ کے راوی حضرت سلمان فارسیؓ ہیں اور اسے امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے شعبان کے آخری دن ہم سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا: "اے لوگو! تم پر وہ مہینہ سایہ فگن ہوا جاتا ہے جو بہت عظمت اور برکت والا ہے۔ برکت والی شے کیا ہوتی ہے؟ جس میں بڑھوتری ہو۔ اس ماہ کی برکات کی مثالیں آگے آئیں گی، کہ اس میں کس کس پہلو سے برکات ہیں۔ البتہ اس کی برکت کی ایک مثال تو یہیں سامنے آ گئی کہ فرمایا "اس ماہ میں ایک رات وہ ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے" اس کا مفہوم کیا ہے؟ یہ کہ ہزار مہینوں کی عبادت، ہزار مہینوں میں مسلسل کی گئی نیکیوں کو ایک طرف رکھا جائے اور اس ایک رات میں کی گئی عبادت ایک طرف، تو اس ایک رات والا پلڑا بھاری ہوگا۔ لیلۃ القدر کا ہزار مہینوں پر بھاری ہونا رمضان کی برکت کی انتہا ہے۔ اس سے زیادہ کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ بات قرآن مجید میں بھی آئی ہے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝﴾ (القدر) "ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔"

> **حضور ﷺ نے فرمایا:**
> "جو شخص رمضان میں اپنے کسی بھائی کو روزہ افطار کروائے، تو اس کا یہ عمل اس کے لیے مغفرت اور آگ سے چھٹکارے کا ذریعہ بن جائے گا۔"

اور اس مہینے کو جو خاص فضیلت ہے وہ اسی نزول قرآن کی نسبت سے ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے روزے کی عبادت کے لیے اس مہینے کو مخصوص کیا ہے۔ روزہ اور قرآن کی آپس میں بڑی گہری نسبت اور تعلق ہے۔

آگے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزہ رکھنا فرض کر دیا"۔ یعنی روزہ ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے جیسا کہ اس پر دین کی دیگر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ بات سورۃ البقرہ کے 23ویں رکوع میں آئی ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (آیت:183)

"اہل ایمان! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا" (روزہ کی غرض وغایت یہ ہے کہ) تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو"۔

یہ آیت بہت غور طلب ہے۔ فرضیت روزہ کے ساتھ ساتھ اس کی حکمت بھی بتا دی کہ روزہ کی یہ مشقت کیوں ڈالی گئی ہے۔ روزہ کا مدعا یہ ہے کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ وہ شے ہے جو آخرت کی کامیابی کی کلید ہے۔ اگر ایک شخص ایمان تو لے آئے مگر اس میں تقویٰ نہ ہو تو نہ صرف آخرت میں بلکہ دنیا میں بھی ایمان کے ثمرات سے محروم رہے گا۔ پاکستانی معاشرہ کو دیکھ لیجیے۔ الحمدللہ، یہاں نوے فیصد سے زائد لوگ مسلمان ہیں، صاحب ایمان ہیں، کلمہ گو ہیں۔ اگرچہ ہمیں موروثی طور پر ایمان ملا ہے، مگر چونکہ تقویٰ اور خدا خوفی نہیں ہے، نتیجہ یہ ہے کہ معاشرہ کرپٹ اور تباہ حال ہے۔ یہاں پر بدامنی، بدحالی ایک دوسرے پر بداعتمادی، دھوکہ دہی، فریب، دوسروں کے حقوق غصب کرنا عام ہے، بلکہ یہ سب کچھ ہمارے "شعائر" ہیں۔ اس کے باوجود کہ ہمارا ایمان ہے کہ

اللہ دیکھ رہا ہے، آخرت میں ہمیں اپنے ہر ہر عمل کا جواب دینا ہے، مگر خدا خوفی نہیں ہے، دل یقین سے محروم ہیں، اُن میں اِس پکڑ کا احساس ہی نہیں ہے، لہٰذا حرام کاریاں، سیاہ کاریاں، بداعمالیاں، جھوٹ، فریب، گناہ، معصیت ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اِسی بنا پر ہم خارجی میدان میں بھی بے توقیر ہیں۔ اکسٹھ برس بلکہ قمری حساب سے تریسٹھ سال پہلے ہم آزاد ہوئے، مگر دنیا کی نظر میں ہماری کوئی حیثیت اور وقار نہیں ہے۔ پوری دنیا میں ہمارا کوئی مقام نہیں ہے۔ ہمارے گرین پاسپورٹ کو حقارت اور شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ ذلت، یہ رسوائی، یہ خواری اور یہ جگ ہنسائی تقویٰ سے محرومی کی وجہ سے ہے۔ یہ تو دنیا کا معاملہ ہے۔ آخرت کی کامیابی کے لیے تو تقویٰ کا ہونا اور بھی ضروری ہے۔ نجات اُخروی کے لیے تقویٰ اہم ترین شرط ہے۔ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ جنت تیار ہی اُن لوگوں کے لیے کی گئی ہے جن کے پاس تقویٰ کی پونجی ہو۔ یہ تقویٰ ہوگا تو ہم گناہوں سے بچیں گے، ورنہ نہیں بچ سکیں گے۔ اِس کو ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ دیکھئے، ہم جانتے ہیں کہ ٹریفک سگنلز کو توڑنا قانون کی خلاف ورزی ہے لیکن چونکہ قانون کے احترام کا جذبہ نہیں ہے، لہٰذا جب ہم یہ دیکھتے کہ کانسٹیبل کھڑا نہیں، تو قانون کو توڑ دیتے ہیں، اس لیے کہ کوئی دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے۔ اگر کانسٹیبل ہو بھی مگر اکیلا ہو اور اس کے پاس موٹر سائیکل نہ ہو، تب بھی بعض لوگ اشارے کی خلاف ورزی کر دیتے ہیں، یہ خیال کر کے کانسٹیبل دیکھ تو رہا ہے، مگر ہمیں پکڑ نہیں سکتا۔ تقویٰ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اللہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، وہ ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے، اور کوئی بھی اس کی گرفت سے نکل نہیں سکتا، بھاگ کر نہیں جاسکتا۔ اس بات کو بطور عقیدہ تو ہم مانتے ہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پر یقین نہیں ہے۔ یقین ہو تو گناہ کیوں کریں۔ روزہ اِسی تقوے کے حصول کے لیے عملی مشق ہے۔ اس خاص عبادت کی برکت یہ ہے کہ اس سے ہمیں ایمان اور یقین کی دولت ملے گی، نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی عملی ٹریننگ حاصل ہوگی، تقویٰ کی پونجی تمہیں میسر آئے گی، جو اُخروی کامیابی اور گناہوں سے بچنے کے لیے لازمی ہے۔ یہ عملی ٹریننگ کیا ہے؟ یہ کہ روزے کی حالت میں کچھ حلال چیزوں سے بھی بچو، اور اس کی پابندی بھی قبول کرو، صبح صادق سے لے کے غروب آفتاب تک جائز ذرائع سے تم کچھ کھانے پینے اور جنسی خواہش پوری کرنے سے احتراز کرو۔ اگر تم نے ایسا کرلیا تمہارے اندر وہ روحانی طاقت پیدا ہوگی کہ تم سال کے بقیہ گیارہ مہینوں میں حرام اور ناجائز چیزوں سے بچ سکو گے۔

رمضان کی فضیلت جیسا کہ واضح کیا گیا نزول قرآن کی بنا پر ہے۔ اِسی لیے اگلی آیت میں فرمایا کہ

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾

"(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے"

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

(آیت:185)

"تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔"

یہی بات نبیؐ نے فرمائی کہ "اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کا روزہ رکھنا فرض قرار دیا۔ اور پھر فرمایا: "اس مہینے کی راتوں میں قیام کو نفل عبادت مقرر کیا ہے۔" دن کے روزے کے ساتھ قیام اللیل کی بڑی ترغیب دلائی گئی ہے۔ قیام اللیل کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھا جائے کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ لیکن اس کو فرض نہیں قرار دیا۔ اس لیے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ اُن کے لیے یہ عملاً ممکن نہیں ہوتا۔ فرض کریں، ایک محنت کش ہے۔ اُس نے سارا دن محنت کی ہے۔ وہ رات کو دیر تک کیونکر جاگ سکتا ہے۔ لیکن اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی، لہٰذا اس ماہ مبارک کی برکات سے صحیح فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہی ہے کہ آدمی دن میں روزہ رکھے اور رات کا بڑا حصہ قرآن کے ساتھ گزارے۔ قرآن کے سننے، پڑھنے اور سمجھنے میں مشغول رہے۔ الغرض رمضان کا صحیح نسخہ ہے: دن کا روزہ رات کا قیام۔

اِس کے بعد آپؐ نے فرمایا: "جو شخص بھی اس مہینے میں اللہ کا قرب چاہے گا کسی غیر فرض (کسی نفلی عبادت) کے ذریعے تو نفل عبادت کا ثواب اتنا ہے جتنا دوسرے مہینوں میں کوئی فرض ادا کرے۔" اور فرض کا ثواب تو اور بھی کئی گنا بڑھ کر ہے۔ فرمایا: "جس کسی نے اس مہینے میں کوئی فرض ادا کیا، اس کے لیے اتنا ثواب ہے جیسے کہ دوسرے مہینوں میں ستر فرائض انجام دے۔" گویا فرض کا

پریس ریلیز | **29 اگست 2008ء**

عالمی پریس میں نئے متوقع صدر کے بارے میں امریکہ کے تابع فرمان ہونے کا تاثر دراصل پاکستانی قوم کو یہ باور کرانا ہے کہ تم بدستور ہمارے غلام ہو

چہرے بدلنے سے مسائل حل نہیں ہوں گے، اس کے لیے قرآنی نظام قائم کرنا ہوگا

حافظ عاکف سعید

آمریت سے نجات حاصل کر کے بھی پاکستانی عوام کا مستقبل تابناک نظر نہیں آرہا۔ عالمی پریس میں پاکستان کے نئے متوقع صدر کے بارے میں زرداری زلے خلیل زاد روابطوں کے حوالے سے غالباً اس تاثر کو عام کرنا مقصود ہے کہ نیا متوقع صدر بھی امریکہ کی تابع داری میں مشرف سے کم نہ ہو گا اور امریکہ کے تابع فرمان ہونے کا تاثر دراصل پاکستانی قوم کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ نئے جمہوری سیٹ اپ کے باوجود تم بدستور ہمارے غلام ہو۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ چہرے بدلنے سے ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ ہماری ذلت و رسوائی کا اصلی سبب یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو اور دین کو چھوڑ رکھا ہے۔ پاکستان کے نام پر بننے والے ملک میں جب تک قرآن و سنت کی بالادستی والا نظام عملاً قائم نہیں ہوتا صورت حال میں کوئی حقیقی بہتری پیدا نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس نظام کا مشاہدہ خلافت راشدہ کی صورت میں پوری دنیا کر چکی ہے۔ جب تک ہم اس قرآنی نظام کو قائم نہیں کریں گے، جس کے لیے یہ ملک قائم ہوا تھا، ذلت و رسوائی کے عذاب سے چھٹکارا نہیں پاسکتے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی، پاکستان)

ستر گنا ثواب ہے۔ عربی زبان اور حدیث میں جب ستر کا ہندسہ آتا ہے تو وہ بہت کثرت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آگے فرمایا: ''یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔'' صبر یہی نہیں ہے کہ کسی شخص نے مارا تو انسان جواب نہ دے۔ بلکہ ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر ہر قسم کی مشقت اور تکلیف جھیلنا بھی صبر ہے۔ ہماری یہ زندگی عارضی ہے۔ اصل زندگی وہ ہے جو اس کے بعد آئے گی۔ ہمارا مطمع نظر وہاں کی کامیابی ہے۔ یہ زندگی تو دارالامتحان ہے، یہ امتحان کس چیز کا ہے؟ اپنے آپ کو روکنے، تھامنے اور نفس کے بے لگام گھوڑے کو روک کر رکھنے کا ہے۔ گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا بھی صبر ہے اور نیکیوں پر کاربند ہونا بھی صبر ہے۔ انسان میں حدود اللہ کو پھلانگنے کا رجحان ہے، گناہ، معصیت اور نفسانیت کی طرف میلان ہے۔ اپنے آپ کو گناہ سے روکنا بھی صبر ہے۔ اسی طرح اللہ کی اطاعت کرنا، بندگی بجالانا، پنج وقتہ نماز ادا کرنا یہ بھی آسان نہیں ہے۔ اس کے لیے بھی استقامت کی ضرورت ہے۔ یہ استقامت بھی صبر ہے۔ یوں صبر کے بے شمار مدارج ہیں، جن کا اس مہینے میں امتحان ہوتا ہے۔ چونکہ صبر بہت بڑی آزمائش ہے، لہٰذا اس کا اجر وثواب یہ ہے کہ آدمی کو جنت ملے گی۔ آگے فرمایا: ''یہ باہمی ہمدردی اور غمگساری کا مہینہ ہے۔'' اس مہینے ایک دوسرے کے لیے مودت اور رحمت کے جذبات پیدا ہونے چاہئیں کہ میرا یہ بھائی بھی روزے سے ہے۔ ہمارے ہاں خاص طور پر شہروں میں ایک طبقہ وہ بھی ہے جنہیں معلوم ہی نہیں کہ فاقہ کیا چیز ہوتی ہے۔ وہ لوگ کہ جنہیں دو وقت کی روٹی میسر نہیں ان پر کیا بیتتی ہے۔ لیکن اس مہینے میں جب یہ لوگ روزہ رکھتے ہیں تو انہیں کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہوگا کہ بھوک کی حالت میں انسان کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ محروم طبقات جن کے گھر کئی کئی روز تک چولہا نہیں جلتا، وہ کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اور پھر جب وہ خود مشقت سے گزرتے ہیں تو اُن میں ناداروں، فقراء اور محتاجوں کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اس کے بعد اس ماہ رزق کی برکت کا ذکر فرمایا: ''یہ مہینہ وہ ہے جس میں بندۂ مومن کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔'' اگر ہم دنیاوی جمع وتفریق کریں تو معلوم ہوگا کہ شاید رزق میں کمی ہونی چاہیے، لیکن ہر آدمی محسوس کرتا ہے کہ اس مہینہ اللہ تعالیٰ جو مسبب الاسباب ہے، رزق اور وسائل رزق میں برکت ڈال دیتا ہے۔ ''جو شخص رمضان میں اپنے کسی بھائی کو روزہ افطار کروائے، تو اس کا یہ عمل اس کے لیے مغفرت اور آگ سے چھٹکارے کا ذریعہ بن جائے گا۔'' اندازہ کیجیے، روزہ دار کو افطار کرانا اللہ کو کس قدر پسند ہے کہ اِسے آگ سے رہائی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ پھر یہ بھی واضح ہے کہ اس عمل سے آپس میں ہمدردی اور محبت بھی بڑھتی ہے جو دینی اخوت کے تحت ہر مسلمان میں ہونی چاہیے۔ اس مہینے رحماءُ بینھم کی فضا پیدا ہونی چاہیے، مسلمانوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت، ایک دوسرے کے لیے ہمدردی وایثار کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ یہ اس کا بہترین موقع ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جنہیں عام دنوں پیٹ بھر کر کھانا میسر نہیں ہوتا، ہمدردی اور محبت کے احساس میں اور زیادہ شدت آئے۔ ایسے لوگوں کو افطار کروائیے۔

''اور روزہ افطار کروانے کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے جتنا روزہ رکھنے والے کا۔ بغیر اس کے کہ اس روزے دار کے اجر میں کچھ کمی کی گئی ہو۔'' یہ اللہ کی رحمت کا مظہر ہے کہ روزے دار کو جتنا اجر ملتا ہے اتنا ہی اجر افطار کرانے والے کو ملتا ہے۔ لیکن روزے دار کے اجر میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ اس کا اجر اپنی جگہ پورا ہے۔ ایک حدیث قدسی کا مفہوم ہے کہ انسان جو بھی عمل کرتا ہے، اس پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا اس کا اجر ملتا ہے، سوائے روزے کے (یعنی روزے کا جو ثواب ہے وہ بے حد حساب ہے اس لیے اللہ فرماتا ہے کہ) وہ خاص میرے لیے ہے، اور میں اس کی خصوصی جزا دوں گا۔ جب نبی ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا: ''اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے ہر شخص کے لیے تو یہ ممکن نہیں ہے۔'' ہر شخص کے حالات ایسے نہیں ہوتے کہ وہ کسی دوسرے کو افطار کروائے۔ آپؓ خود بھی فقرائے صحابہ میں سے تھے۔ دن فاقے سے ہوتے تھے۔ تو جب کسی کے پاس کچھ نہیں ہے تو افطار کیسے کروائے گا اور یوں افطار کرانے کے اجر سے محروم رہ جائے گا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ اجر وثواب اس مسلمان کو بھی عطا کردیں گے جو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ اپنے کسی مسلمان بھائی کا روزہ افطار کرواتا ہے۔'' اس سے مراد کیا ہے؟ اگر کسی شخص کو صرف لسی یا پانی ہی میسر تھا اور اُس نے ثواب کی نیت سے اُسی کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کو روزہ افطار کرا دیا، تو اِسے افطار کا ثواب مل جائے گا۔ آگے فرمایا: ''جو کوئی کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ (اُس کا اجر یہ ہے کہ) اللہ اُسے میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اُسے کبھی پیاس نہیں لگے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائے گا۔'' اگرچہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو افطاری پر بلانا یہ بھی باعث برکت اور باعث اجر وثواب ہے، لیکن اصل مقصود کیا ہے کہ افطار کے لیے محلے کے ناداروں کو بلائیے، جنہیں سال کے دوسرے مہینوں میں پیٹ بھر کر کھانے کا موقع کبھی کبھار ہی ملتا ہے۔ جن کے بچوں کے دلوں میں یہ حسرتیں ہوتی ہیں کہ کبھی ہم بھی وہ کھانا کھائیں جو ہمارے امرا کھاتے ہیں، ایسے لوگوں کو بلا کر کھانا کھلائیں۔ اس کا بہت اجر وثواب ہے۔ آگے فرمایا: ''یہ مہینہ وہ ہے کہ جس کا پہلا عشرہ رحمت ہے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو سمیٹنے کا موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھالیں یعنی دن کو روزہ رکھیں اور روزہ رکھنے میں وہ شرائط و آداب اور قواعد وضوابط ملحوظ رہنے چاہئیں جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ چاہیے کہ ہم جھوٹ بولنے اور حرام کھانے اور دوسرے گناہوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اگر ہم جھوٹ بول رہے ہوں، غلط کام کر رہے ہوں، نماز چھوڑ رہے ہوں تو محض بھوکا پیاسا رہنے کا نام روزہ نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص (روزے کی حالت میں) جھوٹ بولنا اور اُس پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا تو اللہ کو اِس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ روزے میں جب ہم بعض حلال چیزوں سے بھی بچتے ہیں تو جو غلط کام اور غیر شرعی اعمال ہیں، ان سے باز رہنا تو مقدم ہے۔ پھر یہ کہ دن کے روزے کے علاوہ ہم رات کا کچھ حصہ قرآن کے پڑھنے، سننے، سمجھنے میں گزاریں۔ اس سے امید ہے کہ ہم اللہ کی رحمت کے مستحق ٹھہریں گے۔ آپ نے آگے فرمایا: ''اس کا درمیانی عشرہ مغفرت ہے''۔ جو شخص رمضان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس ماہ اللہ سے مغفرت طلب کرے گا، اللہ اُس کو معاف فرمائے گا۔ اور آخری عشرہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ''جہنم کی آگ سے چھٹکارا ہے۔'' ہماری ساری محنت اِسی لیے ہے کہ آخرت میں نار جہنم اور عذاب الیم سے بچ سکیں۔ رمضان کی کتنی بڑی فضیلت ہے کہ یہ جہنم سے رہائی کا ذریعہ ہے۔ آخری الفاظ ہیں: ''جو شخص اس مہینے میں اپنے کسی ملازم (خدمت گار) کے کام میں تخفیف کرے.....'' (یعنی اوقات کار کم کردے گا، مشقت کم ڈالے گا اس خیال سے کہ میرا بھائی بھی روزے سے ہے) اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیں گے، اُسے جہنم کی آگ سے بچالیں گے۔''

میں اقبال کے اس شعر پر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں۔

موسم اچھا پانی وافر مٹی بھی زرخیز
جس نے پھر بھی کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان

[تلخیص: محبوب الحق عاجز]

روزہ، قرآن اور قیام اللیل

ڈاکٹر اسرار احمدؒ
بانی تنظیم اسلامی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ ”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا“۔﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ﴾ ”جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں“۔ یعنی لوگوں کے لئے ہدایت و رہنمائی بنا کر اور یہ ہدایت و رہنمائی بھی گنجلک، مبہم یا پہیلیوں کے انداز میں نہیں، بلکہ بڑی روشن اور بہت واضح، اور حق و باطل میں تمیز کر دینے والے کھلے اور مضبوط دلائل کے ساتھ ہے۔ یہ ہیں قرآن حکیم کی متعدد شانوں میں سے تین اہم ترین شانیں جو یہاں بیان ہوئیں یعنی یہ صحیح راہ کی طرف راہنمائی کرنے والی کتاب ’الھدیٰ‘ ہے، یہ بینات پر مشتمل ہے اور یہ الفرقان، حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب ہے۔

فرضیت روزہ

آگے فرمایا:﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ﴾ ”پس جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینہ میں موجود ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس ماہ کے روزہ رکھے۔“ یہاں کلمہ ”ف“ دونوں جگہ فرضیت کا فائدہ دے رہا ہے۔ اب یہ صوم رمضان کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں ”شُهُوْدُ الشَّهْرِ“ کے الفاظ نہایت قابل توجہ ہیں، یعنی رمضان کے مہینے کا پالینا۔ یہاں یہ بات واضح ہو کہ کرۂ ارض پر ایسے منطقے بھی ہیں جہاں چاند شروع مہینہ میں ظاہر ہی نہیں ہوتا، جس طرح ایسے خطے بھی ہیں جہاں سورج ہی طلوع نہیں ہوتا یا برائے نام طلوع ہوتا ہے اور وہاں پر گھڑی کے حساب سے نماز ادا کی جاتی ہے۔ لہٰذا وہاں تقویم (جنتری) سے حساب کر کے رمضان کے مہینے کے روزے رکھنے فرض ہوں گے۔ ”شُهُوْدُ الشَّهْرِ“ میں یہ بات شامل ہے۔ یہ اعجازِ قرآنی ہے کہ یہ ایسے الفاظ لاتا ہے جن سے استدلال کر کے ہر منطقے اور خطے کے مسائل کے لئے حل نکالے جاسکتے ہیں۔

روزوں کے لیے ماہ رمضان کا انتخاب کیوں؟

اب ایک اور اہم بات پر غور کیجئے کہ روزوں کے لئے کوئی سا بھی مہینہ چنا جاسکتا تھا۔ روزے جس مہینے میں بھی رکھے جاتے ضبطِ نفس کی مشق کا مقصد پورا ہو سکتا تھا۔ ان روزوں کے لئے ماہِ رمضان کا انتخاب کیوں ہوا! اس کا جواب شروع ہی میں دے دیا گیا ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ یہ نزولِ قرآن کا مہینہ ہے، جس میں دن کے روزے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے قیام اللیل کو تطوع اور محبوب من اللہ قرار دیا ہے، جس کا ذکر حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت میں کیا گیا ہے۔ اب ذرا قیام اللیل کی اہمیت کو جاننے کے لئے اُمت کے دو جلیل القدر ائمہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی وہ حدیث بھی پڑھ لیجئے جو ان دونوں اماموںؒ نے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کتب احادیث میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا جو مرتبہ و مقام ہے، وہ محتاج بیان نہیں، کیونکہ ہر وہ شخص اس سے ناواقف اور لاعلم نہیں رہ سکتا جو دین سے تھوڑا بہت بھی شغف رکھتا ہو۔

صیام و قیام لازم و ملزوم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))

(رواہ البخاری و مسلم)

”جس نے روزے رکھے رمضان میں ایمان و احتساب کے ساتھ بخش دیئے گئے اس کے تمام سابقہ گناہ، اور جس نے (راتوں کو) قیام کیا رمضان میں ایمان و احتساب کے ساتھ بخش دیئے گئے اس کے جملہ سابقہ گناہ۔“

آپ نے دیکھا کہ صحیحین کی اس حدیث کی رو سے صیام اور قیام بالکل ہم وزن اور متوازی و مساوی ہو گئے! اس حدیث میں ”قَامَ“ کا جو لفظ آیا ہے اس کا ترجمہ میں نے ”راتوں کو قیام“ کیا ہے۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ملاحظہ فرمائیں! اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شعب الایمان“ میں روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ))

”روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے (یعنی اس بندے کی جو دن میں روزے رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا)۔ روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پوری کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ مغفرت و رحمت کا معاملہ فرما)! اور قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، پروردگار! آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور خاص مراحم خسروانہ سے اسے نوازا جائے گا)“

اس حدیث شریفہ سے بات بالکل مبرہن ہو گئی کہ حضرت سلمان فارسیؓ کی حدیث میں جس قیام کا ذکر ہے، اس سے اصل مراد اور اس کا اصل مدعا و منشاء یہ ہے کہ رمضان کی راتیں یا ان کا زیادہ سے زیادہ حصہ قرآن مجید کے ساتھ بسر کیا جائے۔ یقیناً اب آپ لوگ سمجھ لیں گے کہ میری اس رائے کی بنیاد کیا ہے کہ پوری رات قرآن کے ساتھ بسر ہونی چاہئے۔ اس حدیث سے نہ صرف یہ مترشح ہوتا ہے کہ افضل عمل یہ ہے کہ رمضان کی پوری رات قرآن مجید کے ساتھ گزرے، بلکہ اس حدیث کی رو سے یہ بات وجوب کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ میں آپ حضرات کو دعوت دیتا ہوں کہ اس حدیثِ شریفہ کے الفاظ پر غور کیجئے۔ صیام و قیام کا ہم وزن اور متوازی معاملہ ہے کہ نہیں؟

روزے میں آپ کتنا وقت گزارتے ہیں' اس نقطہ نظر سے صیام وقیام کے متوازی الفاظ پر پھر غور کیجیے۔ کیا الفاظ کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ جس طرح دن روزے کی حالت میں گزرا ہے' اسی طرح رات قرآن کے ساتھ گزاری جائے قرآن کی تلاوت قیام یعنی صلوٰۃ کے ساتھ افضل ترین ہے اور بیٹھ کر اس کا مطالعہ بھی بہت بابرکت ہے۔ یہی معاملہ اول الذکر متفق علیہ روایت کا بھی ہے جس میں ایمان و احتساب کے ساتھ صیام وقیام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پہلے گناہوں کی مغفرت کی بشارت دی ہے۔ پس ان احادیث سے دین کی روح یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر واقعتاً اس ماہ مبارک کی برکتوں اور عظمتوں سے استفادہ کا عزم اور ارادہ ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ دن کا روزہ ہو اور پوری پوری رات قرآن کے ساتھ بسر ہو۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے یہ نرمی رکھی ہے کہ اسے فرض نہیں کیا۔

شاید قارئین کو یہ بات معلوم ہو کہ ہمارے یہاں یہ روایت جاری رہی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے متعلق میرے علم میں یہ ہے کہ ان کی حیات میں وہاں پورے رمضان المبارک کے دوران تراویح میں دو دو اور تین تین ہزار آدمی شریک ہوتے تھے۔ معلوم نہیں ہو سکا کہ اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے یا نہیں۔ وہاں کا معمول یہ نہیں تھا' جس سے ہم واقف اور جس کے ہم عادی ہیں کہ گھنٹہ سوا گھنٹہ میں بیس تراویح اور بعد کے تین وتر پڑھے اور فارغ ہو گئے۔ بلکہ خانقاہ میں معمول یہ تھا کہ ہر چار رکعات تراویح کے بعد آدھا آدھا گھنٹہ' پون پون گھنٹہ وقفہ ہوتا تھا' جس میں لوگ مختلف اشغال میں مصروف ہو جاتے تھے۔ کچھ لوگ اذکار و اوراد میں لگ جاتے تھے' کچھ علیحدہ علیحدہ ٹکڑیوں میں بٹ جاتے تھے جن میں وعظ و نصیحت ہوتی تھی' کچھ لوگ قرآن مجید سے جو اگلی چار رکعتوں میں پڑھایا جانا ہوتا تھا اس متن کی تلاوت کر رہے ہوتے' اس کے بعد پھر کھڑے ہو کر اگلی چار رکعتیں پڑھی جاتیں۔ ہر تراویح کے دوران پورے رمضان میں یہ دستور رہتا تھا۔ اس طرح ساری رات قرآن مجید اور ذکر و ورد میں گزرتی تھی۔ یہ اس نقشہ پر عمل کی ایک صورت ہے جو ان دو احادیث کے مطالعہ سے سامنے آتا ہے۔ اگر خلوص و اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ یہ عمل ہو تو جو لوگ یہ کام کریں' شاید وہ ان بشارتوں کے مستحق بن جائیں جو ان دو حدیثوں میں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان خوش بختوں میں شامل فرمائے جن کا ذکر ان احادیث میں آیا ہے!

پنجاب کے مختلف حلقہ جات، سندھ زیریں اور پشاور میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

حلقہ پنجاب جنوبی (ملتان)

نمبر شمار	مقام	پتہ	مدرس	تفصیل
1	ملتان	قرآن اکیڈمی، 25 ر آفیسرز کالونی ملتان	ڈاکٹر طاہر خاکوانی	مکمل دورہ ترجمہ قرآن
2	ملتان	مسجد الہدیٰ، S بلاک، شاہ رکن عالم کالونی،	محمد عطاء اللہ خان	〃
3	ملتان کینٹ	جامع مسجد قرطبہ، گارڈن ٹاؤن ملتان کینٹ	محمد سلیم اختر	〃
4	وہاڑی	مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی، شیخ کالونی، گلی نمبر 3،	ڈاکٹر مظہر السلام	〃

حلقہ پنجاب وسطی (جھنگ)

نمبر شمار	مقام	پتہ	تفصیل
1	جھنگ	قرآن اکیڈمی، لالہ زار کالونی، ٹوبہ روڈ، جھنگ	مکمل دورہ ترجمہ قرآن
2	جھنگ صدر	جامع مسجد گجی روڈ، جھنگ صدر	〃
3	جھنگ	مسجد گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول، جھنگ	〃
4	لیہ	جامع مسجد ہاؤسنگ کالونی، لیہ	خلاصہ مضامین قرآن
5	ٹوبہ ٹیک سنگھ	الہدیٰ لائبریری، تالاب بازار، ٹوبہ ٹیک سنگھ	(بذریعہ ویڈیو)

حلقہ پنجاب غربی (فیصل آباد)

نمبر شمار	مقام	پتہ	مدرس	تفصیل
1	فیصل آباد	قرآن اکیڈمی، سعید کالونی نمبر 2	ڈاکٹر عبدالسمیع	مکمل دورہ ترجمہ قرآن
2	فیصل آباد	الہدیٰ لائبریری، مین بازار منصور آباد	محمد فاروق نذیر	〃
3	فیصل آباد	مسجد عزیز، فاطمہ ہسپتال، گلستان کالونی	محمد نعمان اصغر	〃
4	فیصل آباد	سمن آباد P-228، گلی نمبر 3، سنورہ کالونی	محمد رشید عمر	〃
5	فیصل آباد	مسجد عمر، صادق مارکیٹ ریلوے روڈ	عتیق الرحمٰن	〃
6	سرگودھا	رہائش گاہ، 25 بلاک واٹر سپلائی روڈ، بالمقابل فاروقیہ مسجد	حافظ زین العابدین	خلاصہ مضامین قرآن
7	سرگودھا	مسجد جامع القرآن، مین روڈ، سیٹلائیٹ ٹاؤن، نزد منیر ہسپتال	ڈاکٹر ناصر ملک	〃
8	فیصل آباد	مسجد العزیز، پیپلز کالونی نمبر 1، B-520	ڈاکٹر جہانزیب	〃
9	میانوالی	مسجد بیت المکرم، پی اے ایف روڈ، میانوالی	نور خان	خلاصہ

حلقہ سندھ بالائی (سکھر)

نمبر شمار	مقام	پتہ	مدرس
1	سکھر	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ بالائی سندھ B/3 پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکار پور روڈ، سکھر فون 071-5631074	غلام محمد سومرو حافظ شاہ اللہ گبول
2	شاہ پنجو	جامع مسجد شاہ پنجو، تحصیل میہڑ، ضلع دادو فون: 025-4733002 موبائل: 0306-3273484	احمد صادق سومرو

حلقہ سرحد جنوبی (پشاور)

نمبر شمار	مقام	مدرس	رابطہ نمبر
1	قرآن اکیڈمی، جلیم ٹاور نزد سٹی یونیورسٹی، نشتر آباد، پشاور	خالد محمود عباسی	0300-5903211 2584824

پاکستان کا المیہ؟ آیاتِ قرآنی کی روشنی میں

ڈاکٹر اسرار احمد

بھارت کے ایک معروف دانشور اور مصنف نے راقم الحروف سے ایک اہم علمی و فکری ــــ بلکہ فلسفیانہ ''مشکل'' کے ضمن میں مدد چاہی ہے! ــــ اور وہ یہ کہ ان کے نزدیک پاکستان میں شخصی و قومی، علمی و فکری، اخلاقی و عملی، اداراتی و حکومتی اور سماجی و ریاستی جملہ سطحوں پر شدید زوال و اضمحلال اور تشتت و انتشار کا عمل ــــ جس تیزی اور سرعت کے ساتھ ظہور پذیر ہوا ہے ــــ اس کی کوئی توجیہہ عمرانیات اور اجتماعیات کے مسلمہ اصول و قواعد کی روشنی میں ناقابل فہم ہے!! ــــ تو کیا میرے پاس اس اشکال کا کوئی حل ہے؟ اس پر راقم نے جو جواب انہیں دیا وہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (مکتوب نگار کا نام اور ان کا خط اس لیے نہیں شائع کیے جا رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے خط کو نجی قرار دیا ہے۔) **خاکسار اسرار احمد عفی عنہ**

محترم و مکرم .... زید لطفکم!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید واثق ہے کہ آپ مع اہل خانہ و جمیع متعلقین جسمانی اور روحانی جملہ اعتبارات سے بخیر و عافیت ہوں گے:

آپ کا خط ملا ــــ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا کہ ایک انتہائی فلسفیانہ اور عمرانی عقدے کے حل کے ضمن میں مدد طلب فرمائی!

محترم! واقعہ یہ ہے کہ میں نہ تو کبھی فلسفے کا طالب علم رہا ہوں نہ عمرانیات کا (اگرچہ ''ایمان'' کے حوالے سے مابعد الطبیعیات سے کسی قدر شغف ہے!) بلکہ صرف قرآن حکیم، بالخصوص اس کے اساسی پیغام اور کسی قدر اس کے فلسفہ و حکمت کا بقدر ہمت و استعداد ادنیٰ طالب علم اور اقامتِ دین کی جدوجہد کا حقیر سا کارکن ہوں!

پاکستانی قوم یا معاشرے یا ریاست کے ضمن میں میرا مشاہدہ و مطالعہ اور تجزیہ و تحلیل خالصتاً دینی، بلکہ صحیح تر الفاظ میں قرآنی روشنی میں ہے، جو حسب ذیل ہے:

۱۔ پاکستان کا قیام ہرگز عمرانیات خصوصاً سیاسیات کے اصولوں پر مبنی نہیں تھا، بلکہ یہ خالصتاً ایک معجزہ تھا جو مسلمانانِ ہند کے اس تقریباً متفق علیہ موقف کی بنا پر تھا کہ اگر اللہ ہمیں انگریز اور ہندو کی غلامی سے نجات دے دے تو ہم علیحدہ سلطنت میں اللہ کی بادشاہت قائم کریں گے، ــــ چنانچہ قیام پاکستان سورۃ الاعراف کی آیت ۱۲۹ کی روشنی میں ﴿فینظر کیف تعملون﴾[1] کے مصداق ایک ''آزمائش'' کی حیثیت رکھتا تھا ــــ (قیام پاکستان کے واقعے کا دوسرا قدرے تفصیلی پس منظر ﴿فیہ ذکرکم﴾ کے مطابق سورۃ الانفال کی آیات ۲۶ تا ۲۸ میں وارد ہے[2]!!)

۲۔ پاکستانی قوم بحیثیت مجموعی اس ''امتحان'' میں ناکام ہو گئی۔ اس ناکامی کے اسباب و علل میں بہت سے افراد اور اداروں یا جماعتوں کا اپنی اپنی حیثیت و مقام و مرتبہ کے اعتبار سے کم یا زیادہ حصہ ہے، لیکن میرے نزدیک اس میں ایک بڑا حصہ مولانا مودودی مرحوم کے 1951ء میں لیے ہوئے اس Turn کا ہے جس نے جماعت اسلامی کو ایک اصولی، اسلامی، انقلابی جماعت کی بجائے ایک ''اسلام پسند'' قومی سیاسی جماعت بنا کے رکھ دیا!

۳۔ اللہ سے کیے ہوئے اسی وعدے کی خلاف ورزی کی سزا ایک تو سورۃ التوبۃ کی آیات ۷۵ تا ۷۷[3] کے مطابق ''عمومی نفاق'' کا مرض ہے جو پوری قوم پر مسلط ہے۔ چنانچہ نفاق کی تینوں بلکہ چاروں نشانیاں جو احادیث شریفہ میں مروی ہیں یعنی جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت (اور اشتعال میں آپے سے باہر ہو جانا) ــــ اس قوم کی مجموعی پیشانی پر اسی طرح ثبت ہیں جیسے دجّال اکبر کی پیشانی پر ''ک۔ف۔ر'' لکھا ہوا ہو گا ــــ (آپ نے قوموں کے اضمحلال و انحطاط کے جو مراحل فلسفہ عمرانیات کی روشنی میں کیے گئے تجزیے کی صورت میں بیان کیے ہیں، وہ سب اسی اجتماعی عملی نفاق کے ارتقاء کے تدریجی مراحل ہیں!!) اور دوسری طرف سورۃ السجدۃ کی آیت ۲۱[4] کے مطابق عذاب خداوندی کے ضمن میں ﴿العذاب الادنیٰ﴾ کا کوڑا اس کی پیٹھ پر ۱۹۷۱ء میں پڑا ــــ لیکن یہ قوم ﴿لعلھم یرجعون﴾ کا نقشہ پیش نہ کر سکی تو اب خاکم بدہن، ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ـ ''اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز۔ جس نے اس کا نام رکھا تھا جہانِ کاف و نون'' کے مصداق ﴿العذاب الاکبر﴾ کی تلوار فضا میں بلند ہو چکی ہے ــــ الّا یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کی long term planning میں پاکستان کا کوئی رول مقدر ہے تو پھر کوئی نیا معجزہ ظاہر ہو جائے! اور اس بدنصیب قوم کو قوم یونسؑ کی طرح اجتماعی توبہ کی توفیق مل جائے[5] ــــ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ!

آپ کی مشکل کے حل کے ضمن میں تو یہ ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ــــ والا معاملہ ہے، یا اس کا کہ ـ ''ایں قدر گفتیم باقی فکر کن۔ فکر اگر جامد بود رو ذکر کن!'' والا ــــ!!

آپ کی جانب سے تو مطبوعات کا، بحمد اللہ، ایک سیلاب ہم تک پہنچتا رہا ہے، اگرچہ راقم اپنی مندرجہ بالا تحدیدات کے باعث ان سے کماحقہ، فیض یاب اور مستفید نہیں ہو سکا ــــ البتہ یہ معلوم نہیں کہ ہماری کون کون سی مطبوعات آپ تک پہنچی ہیں، اگر آپ تکلیف فرما کر ان کی فہرست ارسال کر دیں ــــ تو بقیہ کی ترسیل کا انتظام کیا جائے! فقط والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم!

دعا کا طالب: خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

حواشی:

۱۔ ''اس (موسیٰؑ) نے کہا: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں حکومت عطا کر دے ــــ پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو!''

۲۔ ''اور یاد کرو اس وقت کو جب تم تعداد میں کم (اقلیت میں) تھے، جنہیں زمین میں مغلوب کر لیا گیا تھا اور تم خوف زدہ تھے کہ تمہیں کہیں (بالکل ہی) اُچک نہ لیا جائے، تو اس نے تمہیں پناہ گاہ فراہم کر دی، اور اپنی (خصوصی) نصرت سے تمہاری تائید کی اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا فرمایا...... تاکہ تم شکر کرو! تو اے اہل ایمان! (اب) نہ تو اللہ اور رسول ﷺ سے خیانت کا ارتکاب کرو، نہ ہی جانتے بوجھتے اپنی امانتوں کو ضائع کرو!

اور جان لو کہ تمہاری اولاد اور تمہارے مال و متاعِ آزمائش کا سامان ہیں، اور عظیم اجر و ثواب تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے!"

۳۔ "اور ان (یعنی منافقین مدینہ) میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ ہمیں اپنے فضل سے نواز دے اور دولتمند بنا دے تو ہم (خوب) صدقہ و خیرات کریں گے اور (ہر طرح) نیک بن جائیں گے۔ لیکن جب اس نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا تو انہوں نے بخل کی روش اختیار کی اور اعراض کرتے ہوئے رُخ پھیر لیا ـــــ اس پر اللہ نے (فوری) سزا کے طور پر ان کے دلوں میں قیامت کے دن تک کے لیے نفاق کا مرض پیدا کر دیا ـــــ بہ سبب اس وعدہ خلافی کے جو انہوں نے "اللہ سے کی اور بہ سبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے رہے!"

۴۔ "ہم لازماً انہیں سب سے بڑے (اور آخری) عذاب سے قبل چھوٹے عذاب دیتے رہیں گے، شاید کہ وہ (اپنی روش سے) باز آ جائیں!"

۵۔ "......سوائے یونسؑ کی قوم کے ـــــ جب وہ (عذاب اکبر کے آثار کے شروع ہونے کے بعد بھی) ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں رسوا کن عذاب کو دور کر دیا اور انہیں ایک معین مدت تک کے لیے (مزید) مہلت عطا فرما دی۔"

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

❁ ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
❁ ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
❁ نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-5869501

امتوں کی مہلک بیماریاں اور ان کی علامات

ایوب حامد

جب مقاصدِ دین بھلا دیے جاتے ہیں اور دین کا صحیح تصور کھو دیا جاتا ہے تو لوگوں کو دین اور شریعت کا فرق بھی معلوم نہیں ہوتا۔ وہ شریعت کے قواعد وضوابط کو کل دین سمجھ لیتے ہیں۔ دینداری کا سارا زور قواعد وضوابط پر ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ دین اور مقاصدِ دین اور قواعد شریعت کی روح کے لیے جینے مرنے کی بجائے قواعد وضوابط کے الفاظ اور مظاہر کے لئے جینے مرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر فقہی مسائل میں موشگافیاں کی جاتی ہیں۔ بال کی کھال اتاری جاتی ہے۔ مطلب کی بات نکالنے کے لئے طرح طرح کی باریک بینیاں اور اکھاڑ پچھاڑ کی جاتی ہیں۔ مگر قواعد وضوابط کی روح اور مقصد کو اکثر قربان کر دیا جاتا ہے۔ ایک طرف سود اور جوا کو جائز کرنے کے فتوے مل جاتے ہیں، تو دوسری طرف لوگ حالت قیام میں ہاتھ باندھنے، رفع یدین کرنے، تشہد میں انگلی اُٹھانے یا شیطان کے سر پر مارنے، دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ جیسی باتوں پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ تراویح کی رکعتوں پر سر پھٹول ہو جاتی ہے۔ لیکن حسنِ کردار و سیرت کی پاکیزگی یا اقامت و غلبۂ دین کے ذریعے عدل و احسان کا قیام تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ آہستہ آہستہ شریعت کی پابندیاں اتنی بھاری ہو جاتی ہیں کہ لوگوں کے لیے ان کو اپنانا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اکثریت بے عمل ہو جاتی ہے اور شریعت کے بنیادی احکام پر عمل کرنا بھی چھوڑ دیتی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے وقت یہودیوں کے جو لوگ موجود تھے، اُن میں یہ سب خرابیاں موجود تھیں۔ جب حضرت عیسیٰؑ نے ان کو فقہی مسائل سے ہٹا کر مقاصدِ دین کی طرف اور جزوی دین سے ہٹا کر پورے دین کی طرف لانے کی کوشش کی تو یہودیوں کے علماء و فقہاء ہی نے حضرت عیسیٰؑ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں، ان پر کفر فتوے لگائے اور ان کو پھانسی دلوانے کی سازش کی۔ یہی سب گروہ حضور اکرم ﷺ کے وقت بھی یہودیوں میں موجود تھے اور پہلے کی طرح ہی یہودی علماء وفقہاء نے حضور اکرم ﷺ کے قتل کی سازشیں اور کفار کے ساتھ مل کر جنگوں کی سازشیں کی تھیں۔

مرض یہودیت میں مبتلا حکمران اور عوام آج بھی دین اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

پریس ریلیز — **2 ستمبر 2008ء**

اسلام نے دورِ جاہلیت کی تمام ظالمانہ اور غیر انسانی رسومات کا مکمل خاتمہ کر دیا تھا

حافظ عاکف سعید

بلوچستان میں پانچ خواتین کو زندہ درگور کرنے کی خبر سے مسلمانانِ پاکستان کے سر شرم سے جھک گئے ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُس نے دورِ جاہلیت کی تمام ظالمانہ اور غیر انسانی رسومات کا مکمل خاتمہ کر دیا تھا۔ قرآنِ حکیم میں ایک انسان کی ناحق جان لینے کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا۔ خصوصاً عورتوں کو جو حقوق اسلام نے دیے ہیں اُنہیں غیروں نے بھی بے مثل قرار دیا۔ انہوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین نے اِس قبیح فعل کا دفاع کیا ہے، اور اِسے قبائلی روایات کا حصہ قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں دین اور شریعت سے متصادم تمام روایات کو فی الفور ختم کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ مجرمان کو سخت ترین سزا دی جائے اور سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین سے بھی وضاحت طلب کی جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی، پاکستان)

بوسنیا: تحریکِ آزادی اور جہاد

سید قاسم محمود

بوسنیا وہرزیگووینا کے مسلمانوں کی تحریک آزادی پر قلم اٹھانے سے پہلے گزشتہ شمارے کا موضوع پایۂ تکمیل کو پہنچانا چاہیے۔ موضوع مسلمانوں کی مذہبی تنظیم کا چل رہا ہے۔ ''المسلمون فی یوغوسلافیا'' کے مصنفین غانم سلطان اور یوسف محمد غانم اِس ضمن میں لکھتے ہیں:

''یوگوسلاویہ میں مسلمانوں کی مذہبی تنظیم کے ملازمین کا مالی تحفظ علی الخصوص بیماری، بڑھاپے، قوتِ کار کے فقدان اور وفات کے حالات میں ہمیشہ سے پریشان کن رہا ہے۔ اس مسئلے کو زیادہ پیچیدہ اس بات نے بنا رکھا تھا کہ علماء وائمہ کی گزر اوقات شروع سے صدقات اور چندوں پر ہوتی تھی جو مسلمانوں کی طرف سے پیش کیے جاتے تھے۔ اوقاف کی آمدنی سے تنخواہیں لینے والے بہت کم افراد ہوتے تھے۔ اب ان لوگوں کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہوگئی۔ اگر کوئی فوت ہوجاتا ہے تو اس کی تھوڑی بہت آمدنی بھی ختم ہوجاتی ہے اور اس کے اہل وعیال غربت اور کس مپرسی کا لقمہ بن جاتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد تک یہی حالات رہے اور اس مشکل کا کوئی علاج نہ نکالا گیا۔ جب معاملہ انتہائی سنگین صورت اختیار کر گیا تو کچھ ذمہ دار لوگوں نے مذہبی ملازمین کے لیے مالی ذرائع کی تلاش شروع کی، جن سے کچھ نہ کچھ اس خدمت کو سرانجام دینے والوں کی مدد کی جاسکے۔ چنانچہ حکومت کی طرف سے کوششیں بسیار کے بعد دینی مدرسوں کے اساتذہ اور کچھ اماموں کے لیے جزوی طور پر سیکورٹی کا انتظام کیا گیا، مگر یہ انتظام صرف دس بارہ فیصد ملازمین کی اشک شوئی کرسکا۔ یہی صورتِ حال تھی کہ دوسری جنگ عظیم کے تاریک سایے چھاگئے اور یہ معمولی سی اصلاح بھی ختم ہوگئی۔ اہلِ دین غربت اور بے روزگاری سے تنگ آکر اُن دینی شعائر کو خیرباد کہہ گئے اور دوسری سول اور فوجی ملازمتوں کی طرف نکل گئے۔ ان میں باصلاحیت اور اعلیٰ قابلیت کے مالک افراد بھی تھے۔ دینی مناصب خالی ہوگئے اور پھر اِن مناصب کو بعد میں ان لوگوں نے پُر کیا جو اُن کے اہل نہ تھے، نہ علمی لحاظ سے اور نہ اخلاق وکردار کے پہلو سے''

مسلمانوں کی تنظیم سخت مشکلات میں مبتلا ہوگئی، جن پر قابو پانا آسان نہ رہا۔ چنانچہ 1952ء کا معاہدہ ڈوبے ہوئے، شکستہ دلوں کے لیے کسی قدر خوشخبری لے کر آیا اور 25 فیصد افراد تک اس کے اثرات پہنچے۔ اس معاہدے کی رو سے ماہانہ تنخواہوں کے علاوہ پنشن کا انتظام بھی کیا گیا۔ مگر اس میں بھی بہت سے نقائص باقی رہ گئے جو 1960ء کے معاہدے میں دُور کیے گئے اور تمام ملازمین کے لیے مذکورہ سہولتیں، جن میں تعلیم اور علاج بھی شامل ہے، فراہم کردی گئیں۔

''اسلامی تنظیم'' کے ملازمین کی رائے ہے کہ یہ نیا معاہدہ یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کی تاریخ میں ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ حکومت نے ''اسلامی تنظیم'' کو اس لیے تسلیم کیا ہے کہ معاشرے کے اندر اِس تنظیم کے بڑے اثرات تھے اور اِن اثرات کے آگے جھک کر حکومت نے 33 دفعات پر مشتمل وہ عہد نامہ جاری کیا جو اپریل 1960ء میں وجود میں آیا۔

اُس وقت مسلمانوں کی ''دینی تنظیم'' کا ڈھانچہ یہ تھا: علاقائی کمیٹی جو علاقے کے مسلمانوں میں سے چیدہ افراد پر مشتمل ہوتی تھی۔ چند علاقائی کمیٹیوں کو ملا کر ''مجلس نیابتِ اسلامی'' تشکیل دی جاتی تھی جس کے تابع اُن علاقوں کے اندر پائے جانے والی کمیٹیاں ہوتی تھیں اور پورے صوبے یا جمہوریہ پر مشتمل ایک ''مذہبی کونسل'' ہوتی تھی۔ اس طرح کی مذہبی کونسلیں چار تھیں۔ ایک جمہوریہ بوسنیا میں (اس کے تحت جمہوریہ کروشیا اور جمہوریہ سلووینیا کا بھی مذہبی نظام تھا) دوسری سربیا میں، تیسری مقدونیا میں اور چوتھی مونٹی نیگرو میں۔ ہر مذہبی کونسل کے ساتھ ایک مجلس انتظامیہ ہوتی تھی جس کا صدر ایک عالم دین ہوتا تھا اور پھر پورے یوگوسلاویہ کی سطح پر ایک ''سپریم مذہبی کونسل'' تھی، جس کے آئینی لحاظ سے 35 ارکان ہوتے جن کو مذہبی کونسلیں منتخب کرتی تھیں اور پھر پورے وفاق یوگوسلاویہ کا ایک رئیس العلماء یا مفتیِ اعظم ہوتا تھا جو اِس پورے مذہبی نظام کا سب سے بڑا نگران ہوتا تھا۔ پھر ہر جمہوریہ کا الگ دینی سربراہ ہوتا تھا جسے مفتی کہا جاتا تھا۔ یہ پورا نظام مسلمانوں کی دینی ضروریات پورا کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ مثلاً مسجدوں کی امامت وخطابت اور دیکھ بھال مرمت وتزئین وغیرہ۔ قبرستانوں کا انتظام، نکاح اور طلاق کے معاملے سیکولر کورٹ کے تحت سرانجام پاتے تھے، لیکن مسلمان سیکولر کورٹ میں دولہا اور دولہن کی رجسٹریشن کرانے اور باہمی رضامندی کی شہادت دینے کے بعد مذہبی کمیٹی میں آکر شرعی طریقے سے نکاح کرتے تھے۔

تحریکِ آزادی

یوگوسلاویہ ٹوٹا تو تمام جمہوریاؤں نے اپنی آزادی اور خودمختاری کا اعلان کردیا۔ جمہوریہ بوسنیا وہرزیگووینا کے صدر علی عزت بیگووچ کی حکومت نے بھی آزادی کا اعلان کردیا۔ دوسری جمہوریاؤں (کروشیا، سلووینیا، مقدونیہ) کے اعلانِ آزادی کو تو اقوام متحدہ نے تسلیم کرلیا اور انہیں اپنا ممبر بنالیا۔ جمہوریہ بوسنیا وہرزیگووینا کی حکومت کے اعلان کو تسلیم نہیں کیا گیا، بلکہ اس سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ پہلے اپنے ملک میں ریفرنڈم کرائے کہ جمہوریہ کے عوام آزادی و خودمختاری چاہتے ہیں۔ اقوام متحدہ کا یہ امتیازی سلوک سمجھ سے بالاتر تھا۔ تاہم علی عزت نے اپریل 1992ء ملک میں ریفرنڈم کرایا۔ جمہوریہ کی سرب آبادی نے خودمختاری کے حق میں رائے دی۔ 16 اپریل 1992ء کو اقوام متحدہ اور دنیا کے ممالک نے اِس نئی ریاست کو تسلیم کرلیا۔ جمہوریہ سربیا کے عیسائی صدر میلوس وک نے بوسنیا کی آزادی کو مسترد کردیا۔ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ سابق یوگوسلاویہ کی اصل وارث سرب قوم ہے۔ اس لیے بوسنیا کی ''بغاوت'' کو ہم قبول نہیں کریں گے۔ جمہوریہ مونٹی نیگرو نے جمہوریہ سربیا کے ساتھ مل کر ایک وفاق بنالیا اور دونوں نے بوسنیا کے خلاف اس کی خودمختاری ختم کرنے، اسے کامل طور پر اپنے ''وفاق'' میں مدغم کرنے یا اس کا بیشتر حصہ ہضم کرنے کے لیے اس پر جنگ ٹھونس دی۔ سرب لیڈرشپ کا یہ نظریہ محض ایک دھوکا تھا کہ وہ ''وفاق یوگوسلاویہ'' کی وارث بن کر اسے کسی نہ کسی حد تک قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اس کا اصل نظریہ اُس رزمیہ نظم میں جھلک رہا ہے جو سربیا کے تمام

تعلیمی اداروں میں پڑھائی جاتی تھی اور اب بھی پڑھائی جاتی ہے۔ اس نظم کے چند اشعار انتہائی قابل اعتراض اور صلیبی تعصب کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جن میں دین اور قرآن کی توہین کی گئی ہے۔

اُس وقت بوسنیا و ہرزیگووینا میں کام کرنے والی سیاسی پارٹیاں یہ تھیں:

1۔ ڈیموکریٹک ایکشن پارٹی: یہ اسلامی پارٹی ہے اور بوسنیا و ہرزیگووینا کے اسلام پسند نوجوانوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کے صدر علی عزت بیگووچ ہیں۔

2۔ بشناق مسلم پارٹی: بشناق بوسنیا کے مسلمانوں کا پرانا نسلی نام ہے اور یہ اُن کے ساتھ اس قدر چسپاں ہو چکا ہے کہ بشناق سے مُراد مسلمان لیے جاتے ہیں۔ جس طرح ملائیشیا میں ''ملائی'' کا لفظ مسلمان کے ہم معنی ہو چکا ہے۔ اس پارٹی کا صدر عدلی ذوالفقار بادیچ ہے۔ اس پارٹی نے مسلمانوں کو اُن مشکل حالات میں فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچایا اور مسلمانوں کی اصل نمائندہ جماعت کے ووٹ کم کیے۔

3۔ سرب ڈیموکریٹک پارٹی: سرب قیادت کی حامی تھی اور بوسنیا و ہرزیگووینا کی خودمختاری کے خلاف تھی، اور ''عظیم تر سربیا'' کے نظریے کو بروئے کار لانے کے لیے جمہوریہ سربیا کا مکمل ساتھ دیا۔ اس پارٹی کے کارکن بوسنیا کی ''سرب ملیشیا'' میں شامل ہوئے اور جمہوریہ سربیا سے اسلحہ اور عسکری تربیت لے کر بوسنیا کے اندر مسلمانوں کی آبادیوں پر شدید حملے کیے۔

ڈاکٹر علی عزت بیگووچ

بوسنیا و ہرزیگووینا کے مسلمانوں کے قائد اور آزادی کے بعد پہلے صدر ڈاکٹر علی عزت بیگووچ تھے جو اب انتقال کر چکے ہیں۔ موصوف 1925ء میں بوسنیا کے ایک قصبے میں وہاں کے مشہور مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے اور پھر بچپن ہی میں اپنے والدین کے ہمراہ سراجیوو میں منتقل ہو گئے۔ 1943ء میں انہوں نے ثانوی تعلیم مکمل کی۔ 1946ء میں معاشیات میں سراجیوو یونیورسٹی سے گریجویشن کر لی۔ موصوف چھ مختلف علوم میں پی ایچ ڈی ہیں۔ 1952ء میں جامعہ ازہر، قاہرہ سے فراغت کی۔ اس سے پہلے بوسنیا کی تین اہم شخصیات ازہر سے فارغ ہو چکی تھیں، جن سے علی عزت بیگووچ متاثر ہوئے۔ ایک خانجی مصنف: ''الجوہر الاسنی فی تراجم علماء و شعراء بوسنہ'' اور دوسرے قاسم دوبرچا، اور تیسرے حسین جوزو، جو بوسنیا کے نہایت ذہین اور صالح نوجوان تھے۔ اُن کو پورے یوگوسلاویہ کا رئیس العلماء مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے ''غلاسنق'' (احیائے نو) کے نام سے ایک مجلّہ بھی جاری کر لیا تھا۔ یوگوسلاویہ کی کمیونسٹ حکومت نے اس کی انقلابی سرگرمیوں کو دیکھ کر اُسے رئیس العلماء کے منصب سے برطرف کر دیا۔ یہ تینوں حضرات بوسنیا کی ممتاز اسلامی شخصیتیں شمار ہوتی ہیں۔ دورِ حاضر میں احیائے اسلام کی جو تحریک بوسنیا سے اٹھی، وہ اِن عظیم المرتبت مجاہد علماء کی کوششوں کا ثمر ہے۔ جامعہ ازہر کی تعلیم کے دوران یہ حضرات حسن البنا کی تحریک ''اخوان المسلمون'' سے متاثر ہو گئے تھے اور اسی فکر کو انہوں نے بوسنیا کی نئی نسل کے اندر پھیلایا۔ انہوں نے بوسنیا میں ''ینگ مسلم ایسوسی ایشن'' قائم کی جس نے ایک فلاحی اور رفاہی ادارے کا رُوپ دھارا، لیکن اس کا اصل نصب العین احیائے اسلام تھا۔

ڈاکٹر علی عزت بیگووچ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز اپنے مذکورہ شیوخ کے نقشِ قدم پر چل کر کیا اور بوسنیا کے اندر اسلامی فکر کی اشاعت اور اسلام کے احیاء کو زندگی کا مشن بنا لیا اور پھر ایک مومن و مجاہد کی طرح کمیونسٹ آمریت کا مقابلہ کیا۔ 1949ء میں جب ''ینگ مسلم ایسوسی ایشن'' کو خلافِ قانون قرار دے دیا گیا تو ڈاکٹر علی عزت کو گرفتار کر لیا گیا۔ موصوف پندرہ سال تک مسلسل جیل میں رہے، جہاں اُن کے ایمان میں مزید تازگی، اسلامی فکر میں مزید پختگی اور انقلابی عزائم میں مزید شدت پیدا ہو گئی۔ دوسری مرتبہ انہیں 1983ء میں جیل میں ڈال دیا گیا۔ پہلے اُن کو چودہ سال قید کی سزا سنائی گئی، جسے کم کر کے بارہ سال اور پھر نو سال کر دیا گیا، مگر وہ پانچ سال اور آٹھ ماہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد رہا ہو گئے اور جیل سے نکلے تو ''سوشلسٹ ری پبلک یوگوسلاویہ'' زندگی کے آخری سانس لے رہی تھی۔ ڈاکٹر علی عزت بیگ نے اپنے ہم خیال نوجوانوں کے تعاون سے مارچ 1990ء میں ''ڈیموکریٹک ایکشن پارٹی'' قائم کر لی، جو اسلامی تحریک کا تسلسل ثابت ہوئی اور بالآخر یہی پارٹی بوسنیا و ہرزیگووینا کو سربوں اور اُن کے ساتھیوں سے آزادی دلانے میں کامیاب ہوئی۔

ستمبر 1992ء تک بوسنیا و ہرزیگووینا کے مسلمانوں اور جمہوریہ سربیا کے مابین جنگی پوزیشن یہ تھی:

1۔ مسلمان ساناج (فدایانِ اسلام): یہ نو دستوں پر مشتمل تھا۔ ہر دستے میں 200 مجاہدین تھے۔ ان کے پاس اسلحہ بہت کم تھا، اور جتنا تھا، وہ بھی ہلکی نوعیت کا تھا۔

2۔ عرب مجاہدین: ان کی تعداد ایک سو کے قریب تھی۔ انہوں نے بوسنیا کے مسلمان مجاہدین کو فوجی تربیت دی۔ یہ نوجوان صحیح جہادی تصورات اور شریعت کے سچے پابند تھے۔

3۔ بوسنیا و ہرزیگووینا محاذ: یہ محاذ ستر ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ اچھا تربیت یافتہ تھا اور ہلکے پھلکے اسلحے سے دشمن کا مقابلہ کر رہا تھا۔

4۔ کروائس محاذ نمبر ایک (H.V.O): یہ کروآٹ ڈیموکریٹک پارٹی کے کارکن تھے۔ ان کی تعداد 70 ہزار تھی۔ ان میں 10 فیصد مسلمان بھی تھے۔ یہ کروشیا کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔ کروشیا کی خودمختاری کے علم بردار تھے۔ یہ بوسنیا و ہرزیگووینا کی حکومت کے خلاف تھے۔ اور بوسنیا و ہرزیگووینا میں کروائس کے علاقوں کی علیحدگی چاہتے تھے۔

5۔ کروائس محاذ نمبر 2 (H.O.S): یہ تیس ہزار فوجیوں پر مشتمل تھے۔ یہ بوسنیا و ہرزیگووینا کی تقسیم کے خلاف اور آزادی و خودمختاری کے حق میں تھے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب بھی زیادہ تھا۔

6۔ سرب فرنٹ: 80 ہزار سپاہی، جن کا تعلق وفاقی فوج سے تھا۔ ایک لاکھ پچاس ہزار سرب ملیشیا کے سپاہی، 400 ٹینک، 600 بکتر بند گاڑیاں، سابق یوگوسلاویہ کا پورا توپ خانہ، پوری فضائیہ، بھاری جنگی اسلحہ، گولہ بارود اور دیگر جنگی ساز و سامان۔ (جاری ہے)

ضرورت رشتہ

☆ بیٹا، عمر 30 سال، قد 6 فٹ، سوفٹ ویئر انجینئر، صوم وصلوٰۃ کا پابند، برسرروزگار کے لئے لاہور سے دینی مزاج کی حامل خوب سیرت اور خوبصورت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

☆ بیٹی، عمر 26 سال، صوم وصلوٰۃ کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر تعلیم ایف اے کے لیے لاہور سے کسی بھی ذات سے مناسب رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: والد: 0322-4843034

دعائے مغفرت کی اپیل

- قرآن اکیڈمی لاہور کے مدیر شعبہ مطبوعات حافظ خالد محمود خضر کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئی ہیں
- تنظیم اسلامی قرآن اکیڈمی لاہور کے رفیق عبدالمالک کے جواں سال بھائی کا انتقال ہو گیا

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

ہمارے حکمران پرویز کے انجام سے سبق سیکھیں

یاسر محمد خان

نائن الیون کے واقعے کے بعد پوری دنیا جانتی ہے امریکا نے دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع کی اور اس جنگ کے خلاف پرویز مشرف کو دوستوں یا دشمنوں میں شامل ہونے کا مطالبہ کر دیا۔ پرویز مشرف نے امریکا کی جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا اور امریکا کے دوستوں میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں صدر مشرف کا افغان جنگ میں کردار، امریکا کی اسامہ بن لادن کو گرفتار کرنے کی کوششوں میں ساتھ دینے، دہشت گردی کے خلاف جنگ، روشن خیالی اور اسلام مخالف پالیسیوں کے بارے میں آپ سب لوگ بخوبی واقف ہیں۔ میں انہی صفحات میں پرویز مشرف کی روشن خیالی، اسلام مخالف پالیسیوں، دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکا کا ساتھ دینے اور امریکی پالیسیوں کا پاکستان میں نفاذ جیسے موضوعات پر لکھ چکا ہوں لیکن میں آج پرویز مشرف کی رخصتی، امریکا دوستی کا بدلہ اور انجام پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

18 اگست 2008ء کو پرویز مشرف نے بالآخر اپنے عہدہ صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ مجھے 17 اگست کو رات گئے معلوم ہوا کہ صدر کل قوم سے خطاب کریں گے اور کچھ اہم فیصلے کریں گے۔ مجھے ایک سو ایک فیصد یقین تھا کہ پرویز مشرف استعفا دینے کا اعلان کریں گے لیکن انہوں نے جب خطاب شروع کیا تو میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ ان کے لہجے میں ابھی تک جنرل کی ہٹ دھرمی اور انا کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ وہ دیر تک اپنی "پالیسیوں" کا ذکر کرتے رہے، وہ اپنے "کارناموں" کا بڑے فخریہ انداز میں ذکر کرتے رہے اور ابتدائی چالیس منٹ کے خطاب میں انہوں نے یہ محسوس تک نہ ہونے دیا کہ وہ استعفا دیں گے لیکن اکتالیسویں منٹ کے خطاب میں انہوں نے اپنے استعفا کا اعلان کر دیا۔ ان کے اعلان کے فوری بعد پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، لوگ سڑکوں پر نکلے، مٹھائیاں تقسیم کیں اور پرویز مشرف ایک شکست خوردہ شخص کی طرح گارڈ آف آنر لے کر ایوانِ صدر سے رخصت ہو گئے۔ میں ان کو جاتا دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا دنیا کے ہر طاقتور سے طاقتور اور با اختیار سے با اختیار شخص پر یہ دن ضرور آتا ہے۔ اس کی زندگی میں 18 اگست ضرور آتا ہے اور پرویز مشرف جیسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ دنیا کی ہر بلندی، ہر عروج اور ہر طاقت کے دوسرے سرے پر پستی، زوال اور بے بسی اس کا انتظار کر رہی ہوتی ہے اور خود کو عقلِ کل سمجھ لینے والے لوگ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ اقتدار، طاقت اور اختیارات وہ حسین خواب ہوتا ہے جس کی تعبیر انتہائی بھیانک اور دردناک ہوتی ہے۔ ہمارے پرویز مشرف امریکا کی دوستی میں یہ سب بھول گئے تھے کہ اقتدار تو آنی جانی شے ہے۔ امریکا تو محض اپنے مفادات کی جنگ لڑ رہا ہے۔ دنیا کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ امریکا نے آج تک اپنے دوستوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا اور پرویز مشرف یہ بھی بھول گئے کہ امریکا کا سب سے بڑا الائی اور وفادار دوست شاہ ایران محمد شاہ پہلوی تھا۔ یورپی پریس اسے "امریکن گورنر" کہتا تھا۔ وہ امریکی وفاداری میں اتنا آگے چلا گیا تھا کہ اس کے دور میں کوئی باپردہ خاتون گھر سے نکلتی تو پولیس سرِعام اس کا برقع پھاڑ دیتی تھی۔ شاہ ایران نے تمام زنانہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سکرٹ کو یونیفارم بنا دیا، شراب نوشی، رقص اور بدکاری فیشن بن گیا تھا۔ ایران دنیا کا واحد ملک تھا جس میں کالجوں میں شراب کی دکانیں تھیں۔ امریکا نے شاہ ایران کے دفتر میں "گرین فون" لگا رکھا تھا اور اسے امریکا سے جو ہدایات ملتی تھیں وہ ان پر فوری عملدرآمد کراتا تھا لیکن پھر شاہ کے خلاف عوامی بغاوت ہوئی۔ شاہ نے 12 شہروں میں مارشل لاء لگا دیا مگر عوام نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ شاہ نے حکومت شاہ پور بختیار کے حوالے کی اور ملک سے فرار ہو گیا۔ اس کا خیال تھا امریکا اب اس کی وفاداریوں کا بدلہ دے گا لیکن جونہی شاہ کا طیارہ ایران کی حدود سے باہر نکلا تو امریکا نے آنکھیں پھیر لیں۔ شاہ پہلے مصر گیا، پھر مراکش، پھر بہاماس اور پھر میکسیکو۔ وہ اس دوران امریکا سے مسلسل مدد مانگتا رہا لیکن وائٹ ہاؤس اس کا ٹیلی فون تک نہیں سنتا تھا۔ شاہ ایران سوا سال تک مارا مارا پھرتا رہا لیکن امریکا نے اس کی مدد نہ کی۔ آپ حد ملاحظہ کیجیے امریکا نے اس کے اکاؤنٹس تک "سیز" کر دیے تھے۔ آخر میں انور السادات کام آیا اور اس نے اسے مصر میں پناہ دے دی۔ شاہ ایران اس دربدری کے عالم میں جولائی 1980ء میں مصر میں انتقال کر گیا، لوگ اس کا جنازہ تک پڑھنے نہیں آئے اور اسے اس کے بیڈ روم میں امانتاً دفن کر دیا گیا۔

ہمارے سابق صدر امریکی دوستی میں "اناس تاسیوسو" کے انجام تک کو بھی بھول گئے۔ اناس تاسیوسو نکاراگوا میں امریکی ایجنٹ تھا۔ نکاراگوا میں کمیونزم کی تحریک شروع ہوئی تو امریکا نے اناس تاسیوسو کو ڈالر اور اسلحہ دے کر کمیونزم کے خلاف کھڑا کیا۔ تاسیوسو امریکا کی جنگ کو اپنی جنگ سمجھ کر لڑتا رہا، وہ یہ جنگ لڑتا لڑتا ملک سے فرار ہوا لیکن جوں ہی اس نے نکاراگوا سے باہر قدم رکھا امریکا نے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اس نے امریکا آنے کی کوشش کی لیکن امریکی حکومت نے اسے اجازت نہ دی۔ یوں اناس تاسیوسو جنگلوں اور غاروں میں چھپ چھپ کر 1980ء میں اسی پریشانی کے عالم میں انتقال کر گیا۔

ہمارے صدر چلی کے آمر "جنرل اگستو پنوشے" کے انجام کو بھی بھول گئے۔ وہ بھول گئے جنرل اگستو نے 1973ء میں سی آئی اے کی مدد سے اپنی منتخب حکومت پر شب خون مارا۔ اقتدار پر قبضہ کیا اور چلی کی عوام کے خلاف آپریشن شروع کر دیا۔ پنوشے نے 17 برسوں میں امریکا کے کہنے پر ہزاروں شہری قتل کرائے۔ امریکا کی ناپسندیدہ تنظیموں پر پابندیاں لگائیں۔ امریکا کی خواہش پر اپنے شہریوں کے انسانی حقوق غصب کیے رکھے۔ وہ مارچ 1990ء میں لندن فرار ہو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ برطانیہ اور امریکا اس کی وفاداریوں کی قدر کریں گے لیکن لندن آتے ہی برطانوی پولیس نے اسے گرفتار کیا اور اسے گھر میں نظر بند کر دیا۔ اس نے اس ناروا سلوک پر امریکا سے احتجاج کیا لیکن امریکی حکومت نے اسے جواب تک دینے کی زحمت نہ کی۔ برطانوی حکومت نے اسے 2000ء میں چلی کے حوالے کر دیا۔ اس کے خلاف مقدمہ چلا۔ 3 دسمبر 2006ء کو اسے ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ دم توڑ گیا۔ امریکی حکومت نے اس کی موت پر ایک سطر کا تعزیتی پیغام تک جاری نہ کیا۔

پرویز مشرف یہ بھی فراموش کر بیٹھے کہ انگولا کا باغی سردار "جوناس سیومبی" بھی امریکا نواز لیڈر تھا۔ اور برسوں انگولا میں امریکی مفادات کی جنگ لڑتا رہا۔ نومبر 1992ء میں امریکا نے اسے کمیونسٹوں کے ساتھ امن معاہدے کا حکم دیا۔ اس معاہدے پر دستخط کر دیے جس کے نتیجے میں جوناس سیومبی بے دست و پا ہو گیا، آج اس واقعہ کو 18 برس گزر چکے ہیں، جوناس سیومبی جان بچانے کے لیے چھپتا پھر رہا ہے لیکن

امریکی حکومت اس کا ٹیلی فون تک نہیں سنتی۔ ''جنرل نوریگا'' پانامہ میں امریکا کا آلہ کار تھا۔ اسے بھی امریکیوں نے کمیونسٹوں کے خلاف استعمال کیا۔ وہ 1990ء تک امریکی مفادات کی جنگ لڑتا رہا اور وہ گزشتہ چودہ برس سے جیل میں امریکی دوستی کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ ''فرڈی ننڈ مارکوس'' 22 برس تک فلپائن میں امریکی مفادات کی جنگ لڑتا رہا۔ اس نے فلپائن سے کیمونسٹوں کو چن چن کر ختم کردیا لیکن 1986ء میں امریکا ہی نے اس کی حکومت ختم کرادی، جس کے بعد مارکوس نے باقی زندگی ہونولولو کے ایک چھوٹے سے مکان میں گزاری اور اسے ایک عام پناہ گزین کے برابر وظیفہ ملتا تھا۔ 1979ء ہی میں امریکا نے رھوڈیشیا میں بشپ ایبل منر وریوا کو موغابے اور نکوموکے مقابلے میں کھڑا کیا، بشپ امریکیوں کے لیے لڑتا رہا لیکن جب وہ لڑتے لڑتے کمزور ہوگیا تو امریکا نے اس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا۔

ہمارے صدر...... جی ہاں! سابق صدر پرویز مشرف یہ سب بھول گئے اور امریکی دوستی پر بڑے نالاں و فرحاں تھے۔ وہ اس دوستی کے بل بوتے پر 8 سال 10 ماہ تک اقتدار کے مزے لوٹتے رہے اور پاکستان کے سیاہ وسفید کے مالک بنے رہے۔ انہوں نے افغان امریکا جنگ سے لے کر باجوڑ، فاٹا، سوات اور لال مسجد آپریشن تک اور حقوق نسواں بل کی منظوری سے لے کر روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نفاذ تک امریکا کی ہر خواہش پر سرِ خم تسلیم کیا۔ وہ آٹھ، نو برس تک امریکا کے لیے کام کرتے رہے، وہ امریکی پالیسیوں کو دوام بخشتے رہے۔ انہوں نے پاکستانی معاشرے میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر اسلام کی دھجیاں بکھیرنے، چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرنے، عفت مآب ماؤں اور بیٹیوں کی شرم وحیا کو یورپی رنگ میں رنگنے اور یورپی کلچر کو پاکستان میں رائج کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ انہوں نے ان آٹھ برسوں میں جس طرح اسلام کو نقصان پہنچایا وہ انتہائی شرمناک ہے۔ یہ پرویز مشرف کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ایک اسلامی ملک میں باریش، باشرع اور صوم وصلوٰۃ کے پابند شخص کو دہشت گرد سمجھا جانے لگا ہے۔ آج اسلام کے ان باسیوں، ان شیدائیوں اور ان اسلام پسندوں کو اپنے ہی ملک میں عبرت کا نشان بنا دیا گیا ہے اور کبھی سوات، کبھی باجوڑ، کبھی جنوبی اور شمالی وزیرستان اور کبھی لال مسجد میں ان لوگوں کا قتل عام کیا گیا۔ سینکڑوں لوگوں کو پکڑ کر امریکا کے حوالے کردیا اور اربوں ڈالر حاصل کیے لیکن جب امریکا کے مفادات پورے ہوئے تو اس کے دوست اسے پہچاننے سے انکاری ہوگئے۔ پرویز مشرف گھنٹوں صدر بش سے بات کرنے کے لیے فون نمبر ڈائل کرتے رہے لیکن ان کے دوست بش نے ان سے بات کرنا گوارا نہ کی اور آج امریکا بڑی دیدہ دلیری سے یہ کہہ رہا ہے وہ پرویز مشرف کو سیاسی پناہ دے رہا ہے اور نہ ہی ان کی کسی قسم کی مدد کر رہا ہے کیونکہ یہ پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے اور امریکا کے اس سلوک کے بعد آج پرویز مشرف اور رضا شاہ پہلوی میں کوئی خاص فرق دکھائی نہیں دیتا۔ یوں اگر دیکھا جائے تو شاہ ایران سے لے کر پرویز مشرف تک امریکی تاریخ دوست کشی کی ہزاروں مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ امریکی اپنی خارجہ پالیسی کو ''ڈسپوزل ڈپلومیسی'' کہتے ہیں۔ ان کا فلسفہ ہے: ''خریدو، استعمال کرو اور پھینک دو۔'' امریکی ٹوتھ پیک ٹوٹنے سے پہلے بیوی بدل لیتے ہیں چنانچہ یہ لوگ اپنے دوستوں کو کاغذ کے گلاس، پلیٹ، ٹشو اور گندی جراب سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ یہ لوگ ہمیشہ کیس ٹو کیس اور پراجیکٹ ٹو پراجیکٹ چلتے ہیں چنانچہ ان کے دوست جنرل پنوشے ہوں، رضا شاہ پہلوی ہوں یا صدر پرویز مشرف یہ لوگ اس وقت تک انہیں دوست سمجھتے ہیں جب تک وہ ان کے لئے خدمات سرانجام دے سکتے ہیں اور جس دن انہیں محسوس ہوتا ہے یہ شخص ان کی ''ذمہ داری'' بنتا جا رہا ہے، وہ ان کے لیے بوجھ بن رہا ہے تو یہ ان کی قبروں تک پر ''سابق'' کی مہر لگا دیتے ہیں۔

یہ ہے امریکی دوستی اور اس کا انجام اور صدر پرویز مشرف اس پالیسی کا تازہ ترین شکار ہیں۔ مجھے یقین ہے آج پرویز مشرف اکیلے بیٹھے سوچ رہے ہوں گے: کاش! وہ لال مسجد میں ظلم برپا نہ کرتے۔ کاش! وہ معصوم بچیوں پر آگ و آہن نہ برساتے۔ وہ باجوڑ، خیبر ایجنسی، جنوبی وزیرستان اور سوات میں آپریشنز نہ کرتے۔ وہ لوگوں کو پکڑ کر امریکا کے حوالے نہ کرتے۔ وہ امریکا کا ساتھ نہ دیتے تو وہ آج اس انجام کا شکار نہ ہوتے اور آج مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے پرویز مشرف کو قرآن کا یہ حکم بار بار یاد آ رہا ہوگا:

''اور یہود و نصاریٰ تمہارے کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔''

جب سے پرویز مشرف نے استعفا دیا ہے مجھے اس دن سے ہنری کسنجر کا فلسفہ بہت شدت سے یاد آ رہا ہے۔ ہنری کسنجر امریکا کے مشہور سیاستدان اور دانشور ہیں۔ انہوں نے امریکا کی دوستی کے بارے میں ایک بڑا خوبصورت فلسفہ بیان کیا تھا۔ ہنری کسنجر نے ایک بار کہا تھا: ''اگر آپ امریکا کے دشمن ہیں تو آپ کے بچنے کے چانسز ہو سکتے ہیں لیکن اگر آپ بدقسمتی سے ایک بار امریکا کے دوست بن گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کو امریکا سے نہیں بچا سکتی۔'' قارئین! صدر پرویز مشرف کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ کاش! ہمارے حکمران اس انجام کو سامنے رکھیں اور امریکا کو اپنا قبلہ یا کعبہ نہ بنائیں۔ امریکا کو امریکا رہنے دیں کیونکہ اگر ان لوگوں نے صدر پرویز مشرف کے انجام سے کچھ نہ سیکھا تو ان کا انجام بھی صدر مشرف سے مختلف نہیں ہوگا۔ (بشکریہ: ''ضرب مومن'')

JILBAAB

Complete Variety of

- SCARFS
- CARDS
- ABAAYAS
- CASSETTES
- CHADERS
- ITARS

JILBAAB
DESIGNER

5783202

Umme Zarak

Shop# U.G.F.90, New Auriga Shopping Mall,
Main Boulevard, Gulberg, Lahore.

تنظیم اسلامی فورٹ عباس کی ماہانہ شب بیداری

7 اور 8 اگست کی درمیانی شب تنظیم اسلامی فورٹ عباس کے زیر اہتمام شب بیداری کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز مغرب کی نماز کے فوراً بعد ہوا۔ مقامی امیر وقار اشرف نے درس حدیث دیا۔ بعد ازاں راقم الحروف نے سیرت صحابہؓ کے حوالے سے گفتگو کی۔ بھائی عبدالغفور نے کھانے کے آداب بیان کیے۔ کھانے کے وقفے اور نماز عشاء کے فوراً بعد امیر حلقہ منیر احمد نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 85 کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اُخروی نجات کے لیے ضروری ہے کہ ہم پورے اخلاص کے ساتھ دین پر عمل کریں اور اسلام کے غلبہ کی جدوجہد میں اپنا تن، من، دھن لگا دیں۔

درس قرآن کے بعد اسرہ ابوذر غفاریؓ کے رفقاء کا تعارف کرایا گیا۔ بعد ازاں ایف اے کے طالب علم محمد مختار نے جو گزشتہ ماہ (جولائی 2008ء) میں جھنگ سے 25 روزہ فہم دین کورس مکمل کر کے آئے ہیں، اس کلاس کے متعلق اپنے تاثرات بیان کیے۔ رات بارہ بجے سونے کا وقفہ ہوا۔ اگلی صبح 4 بجے رفقاء کو جگایا گیا۔ تہجد کی نماز کے بعد سورۃ آل عمران کی تین آیات کا ترجمہ یاد کروایا گیا۔ نماز فجر کے بعد محمد رضوان عزمی نے درس قرآن دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: ابرار اشرف)

تنظیم اسلامی مروٹ کی ماہانہ شب بیداری

8 اور 9 اگست کی درمیانی شب مروٹ میں شب بیداری کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز مغرب کی نماز کے بعد درس قرآن سے ہوا۔ درس قرآن کی ذمہ داری امیر حلقہ بہاولنگر، بہاولپور جناب محمد منیر احمد نے ادا کی۔ انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیات 185 تا 190 تک کی روشنی میں واضح کیا کہ موت تو ہر انسان کو آئے گی۔ یہ زندگی آزمائش ہے۔ اللہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کون اس کے دین کے لیے سعی و جہد کرتا ہے اور کون مال اور جان کے حوالے سے دین کے تقاضوں کو پورا کرنے میں پیچھے رہتا ہے۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد کھانے کا وقفہ کیا گیا۔ بعد میں درس حدیث ہوا، جس کی ذمہ داری مقصود احمد بھائی نے ادا کی۔ محمد ایوب نے سیرت صحابہؓ کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو کی۔ کھانے اور سونے کے آداب راقم نے بیان کیے۔ صبح تہجد کے وقت رفقاء کو بیدار کیا گیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد سورۃ آل عمران کی کچھ آیات کا ترجمہ رفقاء کو یاد کروایا گیا۔ فجر کے بعد درس قرآن کی ذمہ داری راقم نے ادا کی اور یوں یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں 9 رفقاء اور 10 احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: محمد رضوان عزمی)

تنظیم اسلامی چشتیاں کی ماہانہ شب بیداری

9 اور 10 اگست کی درمیانی شب تنظیم اسلامی چشتیاں کا ماہانہ شب بیداری پروگرام منعقد کیا گیا، جو مسجد بلال وارث کالونی میں مغرب کی نماز کے بعد ہوا۔ درس قرآن کی ذمہ داری راقم نے ادا کی۔ نماز عشاء کے بعد مقامی امیر ڈاکٹر جاوید اقبال نے درس حدیث دیا۔ بعد میں ابرار اشرف نے سیرت صحابہؓ کے حوالے سے گفتگو کی۔ مثالی نقیب اور اسرہ کے موضوع پر سجاد سرور نے گفتگو کی۔ صبح تہجد کی نماز ادا کرنے کے بعد سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 رفقاء کو ترجمہ کے ساتھ یاد کروائی گئیں۔ تذکیر کے حوالے سے اہم نکات پر بحث بھی ہوئی۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ ہماری اس سعی و جہد کو قبول فرمائے (آمین)۔ اس پروگرام میں 9 رفقا اور 3 احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: محمد رضوان عزمی)

تنظیم اسلامی سوسائٹی کراچی کا دعوتی کیمپ

یوم آزادی کے موقع پر تنظیم اسلامی سوسائٹی کے زیر اہتمام PIB لان میں ایک دعوتی کیمپ لگایا گیا۔ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اور اسی مقام پر ماہ مبارک میں خلاصہ قرآن کا پروگرام بھی منعقد ہونا طے پایا ہے، لہٰذا باہمی مشاورت سے فیصلہ کیا گیا کہ دونوں پروگراموں کے حوالے سے علاقے میں دعوت دی جائے اور اس مقام پر اس دفعہ بھی دعوتی کیمپ لگایا جائے۔ اسی مناسبت سے خطاب کا موضوع بھی ''قرآن، رمضان اور پاکستان'' رکھا گیا۔

لگ بھگ 5 بجے رفقاء PIB لان میں جمع ہوئے۔ سب سے پہلے فیصل منظور نے ''مقصدِ دعوت اور آداب'' کے حوالے سے گفتگو کی۔ اس کے بعد رفقاء کو 3 گروپوں میں تقسیم کیا گیا، جنہوں نے 3 مساجد (ہاشمی، غوثیہ اور جامع مسجد PIB) میں اور اس کے اردگرد کے علاقے میں پمفلٹس تقسیم کیے۔ بعد نماز عصر مذکورہ مساجد کے باہر کارنر میٹنگز کیں اور شرکاء کو خطاب میں شرکت کی دعوت دی۔

سوا سات بجے ڈاکٹر الیاس نے مذکورہ بالا موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں شرکاء کی توجہ سورۃ الانفال کی آیت نمبر 26 کی طرف دلاتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مسلمانانِ مکہ کو مدینہ منورہ میں تمکنت عطا فرمائی تھی، اسی طرح مسلمانانِ ہند کو پاکستان کی صورت میں ایک خطۂ زمین عطا کیا تاکہ وہ یہاں پر اللہ کا عطا کردہ نظام رائج کر سکیں، مگر چونکہ مسلمانانِ پاکستان نے اپنے وعدے کی تکمیل نہ کی، اسی لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے کوڑے ہم پر پے در پے پڑتے رہے اور اب بھی پڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 7 میں فرمایا ہے کہ ''اگر تم شکر کرو گے تو میں اپنی نعمتوں میں تمہارے لیے اضافہ کروں گا، لیکن کہیں اگر تم نے کفرانِ نعمت کی روش اپنائی تو پھر میرا عذاب بہت شدید ہے''۔ بعد ازاں آپ نے احادیث کی روشنی میں روزہ، قرآن اور قیام اللیل کی فضیلت بھی بیان کی۔ اور اس حوالے سے شرکاء کو خلاصہ مضامین قرآن کے پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ اس خطاب میں تقریباً 35 احباب نے شرکت کی اور اذانِ مغرب پر یہ خطاب اختتام پذیر ہوا۔

تینوں تشکیل شدہ گروپس نے نماز مغرب مسجد ہاشمی، غوثیہ اور جامع مسجد میں ادا کی۔ بعد از نماز مغرب خلاصہ قرآن کے پمفلٹس تقسیم کیے اور کارنر میٹنگز میں اہل علاقہ کو 29 شعبان (یکم ستمبر) سے شروع ہونے والے پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ اس پروگرام میں مقامی تنظیم کے 13 ملتزم اور 6 مبتدی رفقاء نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان ٹوٹی پھوٹی کوششوں کو اپنی رحمت سے مقبولیت کا درجہ عطا کرے۔ آمین (مرتب: ثاقب رفیع شیخ)

حلقہ وسطی پنجاب کا دو سہ ماہی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ وسطی پنجاب کا دو سہ ماہی اجتماع برائے 2008ء طے شدہ پروگرام کے مطابق 14 اگست 2008ء بروز جمعرات صبح پونے نو بجے قرآن اکیڈمی جھنگ میں امیر حلقہ انجینئر مختار فاروقی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں شرکت کے لیے حلقہ کے طول و عرض سے رفقاء اور احباب سوا آٹھ بجے تک قرآن اکیڈمی پہنچے۔ تمام شرکاء کو ناشتہ کے بعد جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں جمع کیا گیا۔ پونے نو بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ امیر حلقہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں شرکاء کو خوش آمدید کہا، بعد ازاں انہوں نے اس اجتماع کی غرض و غایت اور افادیت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ دین کے لیے وقت نکالنا آج سے 10 سال قبل آسان تھا۔ پانچ سال قبل مشکل اور اب مشکل ترین ہے۔ امیر حلقہ نے اتحاد و اتفاق اور التزام جماعت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر اسلام کے غلبے کے لیے کوشاں ہے۔ ہمیں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی سیرت سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ انہوں نے

دین کو پھیلانے کے لیے ہر ممکن طریقہ استعمال کیا اور مخالفت کے باوجود ہمت نہ ہاری، لہٰذا ہمیں بھی قرآن کا مشن لے کر گھر گھر جانا ہے، لوگوں کو بتانا ہے کہ قرآن کو سمجھو اور اس کے پیغام پر عمل کرو۔

بعدازاں جناب عبداللہ اسماعیل نے تذکیر بالقرآن کے حوالے سے سورۃ الشوریٰ کی ابتدائی آیات کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان کی۔ جاوید اقبال نے مطالعۂ حدیث کروایا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی وہ مشہور حدیث جو آپؐ نے شعبان کے مہینہ میں رمضان المبارک کے متعلق بیان فرمائی تھی، کا ترجمہ کیا اور احترام رمضان المبارک کے سلسلے میں گفتگو کی۔ چودھری صادق علی نے سورۃ الفتح کی آخری چند آیات تلاوت کیں اور ان کا ترجمہ و تفسیر بیان کی۔

بعدازاں چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد جناب عبدالمجید کھوکھر نے مثالی رفیق کا خاکہ پیش کیا۔ حافظ اصغر علی نے مسنون دعاؤں کی اہمیت پر بات کی۔ چودھری ناصر علی نے التزام جماعت پر گفتگو کی۔ اس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا اور نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد پروفیسر خلیل الرحمٰن نے ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر مفصل گفتگو کی۔ آپ نے بتایا کہ آج کے اس پرفتن دور میں ہماری سب سے بڑی ذمہ داری اپنے ایمان کا دفاع ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کو راضی کرے، جو اس کا اصل نصب العین ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ نجات کا ذریعہ اتباع رسول ﷺ ہے۔ آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بھی زور دیا۔ اور رفقاء کو ہدایت کی کہ وہ پورے شعور کے ساتھ فریضہ شہادت علی الناس کو ادا کریں۔

پونے تین بجے امیر حلقہ انجینئر مختار فاروقی نے اپنے اختتامی خطاب میں شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی کا ایک مشن دعوت ہے، ہمیں اس کے لیے ہر حال میں وقت نکالنا چاہیے۔ ہم میں سے ہر ایک اس کے لیے کوشش کرے اور قرآن کا درس دے اور اپنے آپ کو خدمت قرآن کے لیے وقف کر دے۔ آپ نے رفقاء کو ہدایت کی کہ وہ سالانہ اجتماع اور اس میں بھرپور شمولیت کے لیے تیاری کریں۔ اپنے حلقہ احباب میں فرداً فرداً ملاقاتیں کریں اور تنظیم اسلامی کی دعوت کو عام کریں۔ سہ پہر 3 بجے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: رانا صبغت اللہ)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی (اسلام آباد)

کے تحت ہونے والے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

نمبر شمار	مقام	پتہ	رابطہ	مدرس	نوعیت	تفصیل
1	اسلام آباد	جامع مسجد قبا ماڈل ٹاؤن، ہمک، اسلام آباد	051-4490082	محمد ریاض	حضرات	خلاصہ
2	چکلالہ	جامع مسجد گلزار قائد	0333-5382262	محمد خالد شفیع	خواتین و حضرات	مکمل
3	پنڈی کینٹ	جامع مسجد الہدیٰ پیپلز کالونی، منج بھاٹہ پنڈی	0333-5127663	اشتیاق حسین	حضرات	خلاصہ
4	النور کالونی	مسجد ربانی آباد، گنگال نزد کورال چوک، پنڈی	0300-9125028	ساجد شفیق	حضرات	خلاصہ
5	کورنگ ٹاؤن	مکان نمبر 15، گلی نمبر 15، کورنگ ٹاؤن	0334-5253022	عبداللہ	خواتین و حضرات	خلاصہ
6	بہارہ کہو	آفتاب عباسی کے گھر پر	051-9261910	بذریعہ ویڈیو	حضرات	مکمل
7	F-10 مرکز	جامع مسجد دیوان عمر فاروقؓ، F-10 مرکز	0301-5249652	نوید احمد عباسی	خواتین و حضرات	مکمل
8	I-8 (گھر)	9/B، کیٹیگری III، I-8/1 اسلام آباد	0321-5600353	حسین عاکف	حضرات	خلاصہ
9	مظفر آباد	طیبہ مسجد، تانگہ سٹینڈ، مظفر آباد	0345-5295450	عبدالقیوم قریشی	حضرات	مکمل
10	راولپنڈی غربی	صدیق پبلک سکول سکتھ روڈ، پنڈی	0322-4299634	علاؤالدین	حضرات	خلاصہ
11	راولپنڈی کینٹ	سادات کالونی بالمقابل موٹروے انٹرچینج جھنگی سیداں، اسلام آباد	0333-5127663	شفیق	خواتین و حضرات	خلاصہ
12	گوجر خان	العابد مسجد، وارڈ 7، حیا تسر روڈ، گوجر خان	0333-5133598	حافظ ندیم مجید	حضرات	خلاصہ
13	واہ کینٹ	شاہ ولی کالونی، واہ کینٹ	0308-5049451	شفاء اللہ	حضرات	مکمل
14	پنڈی گھیپ	مسجد مصلیاں والی	0300-5358098	آصف علی	حضرات	مکمل
15	باغ	دفتر تنظیم اسلامی	0301-5190998	بذریعہ ویڈیو	حضرات	ایک گھنٹہ
16	میرپور	F-1، جامع مسجد رحمانی	0333-4246459	افتخار احمد	حضرات	خلاصہ

انور ابراھیم کی واپسی

آخر حکمران جماعت کی کردار کشی کی گھناؤنی مہم کامیاب نہ ہو سکی اور ملائیشیا کے مقبول رہنما، انور ابراہیم پارلیمان میں پہنچ گئے۔ انور ابراہیم کی جیت نے دکھا دیا کہ ملائیشیائی عوام کی اکثریت اب تبدیلی چاہتی ہے۔ حکمران اتحاد 51 سال سے حکومت کرتا چلا آ رہا ہے اور اب عوام اس کی معاشی پالیسیوں سے خوش نہیں جس نے ملک کو زوال میں مبتلا کر دیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ حکمران اتحاد نے انور کو دوبارہ سدومیت کے گھناؤنے مقدمے میں پھنسانا چاہا تھا لیکن ملائی عوام نے اُسے نظرانداز کر دیا۔

یاد رہے، انور ابراہیم کی جماعت (پیپلز جسٹس پارٹی) نے چینیوں کی جماعت ڈیموکریٹک ایکشن پارٹی اور اسلامی پارٹی سے اتحاد کر رکھا ہے جو ''پیپلز الائنس'' یا ''عوامی اتحاد'' کہلاتا ہے۔ 8 مارچ کے انتخابات میں اتحاد نے 81 نشستیں جیتیں تھیں جبکہ بارسیان نیشنل کو 140 ملیں۔ یوں حکومتی اتحاد دو تہائی اکثریت سے محروم ہو گیا۔

اب انور ابراہیم کا دعویٰ ہے کہ وہ 16 ستمبر تک حکومت گرا دیں گے جبکہ وزیراعظم عبداللہ بداوی نے اعلان کر رکھا ہے کہ وہ 2010ء میں اقتدار نائب وزیراعظم نجیب رزاق کو سونپ دیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انور ابراہیم اپنی حکومت کر پاتے ہیں یا نہیں۔ وہ ایک ترقی پسند اسلامی رہنما کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ یقیناً ان کا اقتدار ملائیشیا کو نئی منازل تک پہنچا سکتا ہے۔

امریکی مسلمان متحرک ہونے لگے

امریکہ میں مسلم تنظیمیں مسلمانوں کو متحرک کرنے لگی ہیں تاکہ وہ آمدہ صدارتی انتخابات میں ووٹ دے کر اہم کردار ادا کریں۔ اس طرح وہ اپنے حقوق کا تحفظ بہتر انداز میں کر سکیں گے۔ امریکہ میں پچاس سے ستر لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ ان کی بڑی تعداد ورجینیا، شمالی کیرولینا، مشی گن، پنسلی لونیا، فلوریڈا اور اوہایو میں مقیم ہے۔ اور یہی وہ ریاستیں ہیں جہاں بارک اوباما اور جان میکین کے درمیان زبردست مقابلہ متوقع ہے۔

متفرق جائزوں کے مطابق 63 فیصد مسلمان ووٹر ڈیموکریٹک امیدوار کو ووٹ دیں گے جن کے دادا مسلمان تھے۔ والد بھی کچھ عرصہ مسلمان رہے پھر سیکولر بن گئے۔ صرف 11 فیصد مسلمان جان میکین کے حق میں ہیں۔ پچھلے آٹھ سال کی مسلمان دشمن خوفناک پالیسیوں نے پوری دنیا میں مسلمانوں کو ری پبلکن پارٹی اور صدر بش سے متنفر کر دیا ہے۔

امریکی مسلمانوں کی خواہش ہے کہ اب ایسے لوگ برسر اقتدار آئیں جو اصول و قانون کی روشنی میں فیصلے کریں۔

عراق سے پاکستان تک

امریکیوں نے ضلع انبار کا کنٹرول عراقی حکومت کے حوالے کر دیا ہے۔ اطلاعات ہیں کہ ضلع انبار میں تعینات امریکی فوج کا بڑا حصہ اب افغانستان بھیج دیا جائے گا۔ امریکی حکومت سمجھتی ہے کہ اب عراق میں جاری جنگ ختم ہو چکی جبکہ افغانستان میں طالبان کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں۔ پچھلے ہفتے انہوں نے فرانسیسی فوجی ہلاک کر کے فرانس کو اتنا ہلا ڈالا تھا کہ فرانسیسی صدر کو کابل آنا پڑا۔

بہرحال مزید امریکی فوج افغانستان میں آنے کے باوجود امریکہ کبھی افغان جنگ نہیں جیت سکتا۔ عراق اور افغانستان میں مجاہدین نے اس کا وہ سارا منصوبہ ملیامیٹ کر دیا ہے جس کی رو سے وہ عراق سے پاکستان تک کے علاقوں کو اپنے کنٹرول میں لینا چاہتا تھا۔

کئی ماہرین کا کہنا ہے کہ اب طالبان میں امریکی ایجنٹ شامل ہو چکے ہیں جو لوٹ مار اور خواتین سے زیادتیاں کر کے طالبان کو پاکستانیوں اور افغانوں کی نظروں سے گرانا چاہتے ہیں۔ یہ گھناؤنی امریکی سازش بے نقاب کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی بربریت

آزادی کے نعرے سے بلند ہونے کے بعد بھارتی حکومت نے پوری وادیٔ کشمیر میں کرفیو لگا کر اُسے بہت بڑے جیل خانے میں تبدیل کر دیا ہے۔ کشمیریوں کی دلیری اور آزادی سے محبت دیکھیے کہ وہ وقفہ ہوتے ہی چوکوں میں جمع ہو جاتے اور بلند و بالا نعرے لگاتے ہیں۔ ''ہمیں آزادی چاہیے، ہمیں آزادی چاہیے۔''

بھارتی پولیس اور فوجی اب تک حریت کے متوالے 42 کشمیریوں کو شہید کر چکے ہیں۔ یقیناً ان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ تحریک حریت کو نیا جوش و ولولہ عطا کرے گا۔ برہمن اب جو مرضی کر لیں، کشمیریوں کی تحریک آزادی نہیں تھمنے والی۔ جلد یا بدیر انہیں وادی کشمیر کو آزادی کے گہنے پہنانے پڑیں گے۔

سوئس پیپلز پارٹی کی منفی سوچ

سوئٹزرلینڈ میں سوئس پیپلز پارٹی چاہتی ہے کہ ملک میں مسجد کے مینار کی تعمیر پر پابندی عائد کر دی جائے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ مینار طاقت و دہشت کی علامت ہے۔

واضح رہے سوئٹزرلینڈ میں عیسائیت کے بعد اسلام دوسرا بڑا مذہب ہے۔ وہاں فی الوقت دو مساجد ہیں، ایک جنیوا اور دوسری زیورچ میں۔ دونوں کے مینار ہیں تاہم ان سے اذان نہیں دی جاتی۔

روس نے انجازیہ کو تسلیم کر لیا

روس نے جارجیا سے الگ ہونے والے دو علاقوں، جنوبی اوشیا اور انجازیہ کو تسلیم کر لیا ہے۔ یاد رہے، انجازیہ میں اچھی خاصی تعداد میں مسلمان بھی آباد ہیں۔ درحقیقت انیسویں صدی میں انجازیہ مسلم اکثریتی علاقہ تھا۔ لیکن جب روس نے جارجیا پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کی اکثریت آذربائیجان یا ترکی ہجرت کر گئی۔

بہرحال روس نے جنوبی اوشیا اور انجازیہ کو تسلیم کر کے یورپی یونین اور امریکہ دونوں کو بتا دیا ہے کہ اس پر اپنی مرضی کے فیصلے ٹھونسے نہیں جا سکتے۔ چونکہ اس معاملے میں روسیوں کو چین کی حمایت حاصل ہے لہٰذا وہ شیر ہو کر مغرب کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ماہرین کے نقطہ نظر سے امریکہ کی سپرمیسی کو یہ روسی چیلنج خوش آئند ہے کیونکہ امریکیوں نے سپر پاور بن کر بڑا مکروہ کردار ادا کیا ہے۔

صدر قذافی پر مقدمہ

لبنان کی عدالت نے امام موسیٰ الصدر کے قتل پر لیبیا کے صدر معمر قذافی کے خلاف فرد جرم عائد کر دی ہے۔ عدالت کے مطابق 1978ء میں جب موسیٰ الصدر لیبیا کے دورے پر گئے، تو قذافی کے حکم پر انہیں اغوا کر کے قتل کر دیا گیا۔ لبنانی قوانین کی رو سے قتل کرنے کی سزا موت ہے۔

امام موسیٰ الصدر 1928ء میں ایران میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں ہجرت کر کے لبنان آئے۔ یہاں انہوں نے کوشش کی کہ غریب اور منتشر شیعہ آبادی کو متحد کیا جائے تاکہ وہ اپنا معیار زندگی بلند کر سکیں۔ وہ لبنانی شیعوں کے پہلے حقیقی رہنما تھے۔ انہوں نے ہی امل تنظیم کی بنیاد ڈالی جس کے بطن سے بعد ازاں حزب اللہ نے جنم لیا۔

ملک میں سیکولرازم ختم نہیں ہونے دیں گے

ترک افواج کے نئے سربراہ جنرل الکبر باز بگ نے بڑھتے ہوئے مذہبی طرز زندگی کے رجحان کے خلاف اسلامی بنیاد کی حامل اے کے پارٹی کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ فوج ترکی سیکولر اصولوں کو نظرانداز کرنے کی کوششوں کے خلاف سخت اقدامات کریں گی۔ یہ بات انہوں نے ترکی کے وزیراعظم رجب طیب اردگان کی موجودگی میں کہی۔ اردگان نے اس الزام سے انکار کیا اور آزادانہ اصلاحات کی وکالت کی۔

books such as Sharah Chaghmini, Bist bab Astrulab (20th chapter of the classic Greek work 'Astrolabe'), Almajesta and Euclid. After finishing and understanding all these books I moved to Calcutta, where I learned very advanced books on Arabic literature, such as Diwan Hamasah, Diwan Mutanabbi, Saba Maullaqa, and Hariri ...

"I had a short stay at Lakhnau,and there one Maulvi N'iamatulla was famous for his proficiency in mathematics and philosophy, taught me higher mathematics and philosophy ...

"After completing my studies I returned to Lahore, where my residence is now fixed. Though the indigenous schools have suffered very much by improper competition and indirect repression of the education departments in India, yet they are able to send out specialists in Persian, Arabic, mathematics, logic and other branches of learning far better than the graduates of the departments."

Thus ends the piece on the CV of a Punjabi 'maulvi'. It is very clear that before the British came to the Punjab and banned the teaching in the Punjabi 'mother-tongue' language and stopped the learned 'maulvi' from reading advance mathematics and sciences, the religious leaders of our land and city were exceptionally secular in the way they saw the world. Their view of the world was dictated by logic and learning. Today every university of the world is keen to excel in both these fields. Sadly, the 'madressahs' of today have given up the learning of the 'earthly' sciences, viewing them as 'foreign' and unwanted in their understanding of the Almighty. Even the Sufi understanding of the Almighty that exists within us is frowned upon.

Today, the word 'maulvi' is understood to represent a semiliterate person, devoid of rational thinking. The beauty of our elders calling us 'maulana' is lost on the new generation, and for very good reason. The blind rush for the '0' and 'A' level system—one that no longer exist in Britain itself—has created th image of the ordinary 'matriculat as a second-class scholar. Th reality is otherwise. The work 12 years ago of Dr Lietner on th learning of the 'maulvi' is goo enough guide for us today t amend and invest in our ow people. (Courtesy DAWN)

بقیہ: اداریہ

قیام پاکستان کے وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس مملکت خداداد میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے مکینوں کو
ای نظام کے نفاذ کے مطالبے پر سفاکی اور بربریت کا بدترین مظاہرہ کرتے ہوئے گولیوں سے بھون ڈالا جائے گا۔
ے متعلقہ قرآنی آیات درسی نصاب سے کھرچ ڈالی جائیں گی۔ مساجد سے اُٹھنے والی آواز وعظ ونصیحت کی ہو یا
تے میں قرآن پاک کی تلاوت اُسے مسجد سے باہر لاؤڈ سپیکر پر سنا نہیں جاسکے گا جبکہ فحش گانوں کی کان پھاڑ دینے والی
رڈنگ پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ اسلامی شعائر خصوصاً داڑھی اور پردہ کی سرکاری سرپرستی میں تضحیک کی جائے گی۔
بدنصیبی کی انتہا یہ ہے کہ اِس سب کچھ کے باوجود ہمارے سیاست کاروں بشمول سیاسی مذہبی رہنماؤں کے سب کی
ہد کا ہدف صرف اور صرف اقتدار ہے۔ اللہ ہم پر رحم کرے، ہمارے رہنماؤں کا حال یہ ہے کہ ایک شخص جو چند روز
لت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سربراہ بننے کو ہے وہ انکشاف کرتا ہے کہ وعدہ کوئی قرآن اور حدیث نہیں
انا للہ وانا الیہ راجعون

قصہ مختصر اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہم بند گلی میں داخل ہو چکے ہیں لیکن مایوسی کفر ہے۔ ضرورت ہے واپس لوٹنے کی،
کی طرف رجوع کرنے کی جو نسخہ کیمیا ہے اور اسی میں ہمارے تمام مسائل کا حل موجود ہے، جو ہمیں ماضی سے بھی آگاہ
ہے اور مستقبل کے لیے رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ رمضان کا بابرکت مہینہ ہمیں دعوت فکر دیتا ہے کہ ہم غور کریں کہ
ذلت و رسوائی کی اصل وجہ کیا ہے۔ ہم یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ہم نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا
یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا اسلامی ممالک میں سے صرف پاکستان ہی نے قرآن حکیم سے اعراض کیا ہے اور
پشت ڈالا ہے اور اس کے نتیجہ میں یہ اس حال کو پہنچا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جس
کا جواز اسلام بتایا گیا تھا۔ کسی اور ملک نے اپنے نام کا مطلب لا الہ الا اللہ نہیں بتایا تھا۔ علاوہ ازیں اگر دوسرے
مالک نے بھی قرآن کو ترک کیا ہے تو کون سی دنیا میں عزت کمائی ہے۔ آج پوری دنیا میں ایک اسلامی ملک بھی ایسا
ہے جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا دعویٰ کر سکے اور وقت کی سپر پاور سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے۔
شت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر مسلمانوں کی بستیاں اجاڑ رہا ہے اور مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح کچل
اس کا ہاتھ صرف اور صرف ایک اسلامی فلاحی جمہوری ریاست روک سکتی ہے۔ ہر کلمہ گو کا اولین دینی فریضہ ہے کہ
لامی ریاست کے لیے تن من دھن لگا دے۔ یہی حالات کا تقاضا ہے، یہی کرنے کا اصل کام ہے، یہی جہاد ہے۔ اور
کو پورا کرنے کے لیے اگر بات قتال تک پہنچے تو جان ہتھیلیوں پر رکھ کر نکلنا ہوگا۔ پندرہ سو سال قبل مدینہ کی چھوٹی سی
قائم ہونے والی پہلی اسلامی ریاست چند سالوں میں یورپ، ایشیا اور شمالی افریقہ تک پھیل گئی تو اُس کی وجہ یہ تھی کہ
نے قرآن کو اپنا امام بنا کر انفرادی اور اجتماعی زندگی کی راہیں متعین کیں تھیں اور آج اگر اسلام کے نام پر بننے والی
ست پاکستان ناکامیوں اور محرومیوں سے دوچار ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن سے حقیقی اور عملی تعلق
یا ہے۔ ہم اگر رمضان کی برکات سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قرآن کو
بنانا ہوگا۔ اے کاش! رمضان میں جنم لینے والا پاکستان قرآن کا عملی عکس بن جائے۔

Regd. No. LRL -50 No. 36

Nida-e-Khilafat Lahore

By Majid Sheikh

d

CV of a Punjabi 'Maulvi'

too familiar with the name of Lord Macaulay (1800-59) who in the days of the mpire masterminded educational policy for the subcontinent. Through the educational amed by him, the natives were completely uprooted from the local and indigenous long historical tradition of its own) system of education and curricula. Moreover, they lly estranged from their own languages and this in turn led to alienation from their istory, destiny and the role in world affairs. They were mainly taught English language ers so that they could serve as clerks in the ruling bureaucracy and could serve as props fficial and administrative structure of the Raj. In all fairness, however, we should also r and pay tribute to, a few British academics of the colonial era who were knowledge- nd great scholars. For one Dr. G. W. Leitner may be mentioned who played a very t role in enhancing the academic life at Lahore and who very open-mindedly left a cknowledgement of the high standard of education and vast learning of 'maulvi'— l honorific title of teacher in the Punjab. Other respectable titles for the learned of yore unshi' and 'Mulla'. Under the media-imposed tutelage and westernization of our minds cation, these words have lost the ring of respect attached to them and have instead pejorative and derogatory. Mr. Majid Sheikh has done a great service for all thoughtful ous readers in resuscitating the character and academic caliber of maulvi in the last of nineteenth century India (Dr. Absar Ahmad).

we go back almost 125 o see what a typical had read before he could led a 'maulvi'. One ers that in our youth, our olitely called each other a', a term of utter respect. n our college days in ment College, Lahore, in 70s, our teachers would fully call an outstanding 'maulana'. Last week, researching on a subject, ppened to read the writing e great linguist and alist, Dr G.W. Lietner, on ricula followed by a typical i 'maulvi' in one of this g on the training of teachers e Punjab. The piece was n in 1886.

is a brilliant piece without but its relevance today is greater as we see religion used for criminal purposes. Instead of delving into the 'rights' and 'wrongs' of the situation, let us see what this research .tells us. Labelled as "Curriculum Vitae of a Punjabi Maulvi", it is a piece written by the 'maulvi' himself. Below are a few excerpts from the CV:

"Up to the age of 20 I studied grammar, logic, literature, arithmetic and jurisprudence in my native Batala, and in different cities like Lahore, Hoshiarpur, etc.., and finished the ordinary textbooks in the above subjects, such as Mulla Hasan, a commentary on Sullum, Mirzahid, Sadra, Mukhtsar Maani, Mutawwal, Hasami, Kanuncha, Kheyali, Shariah-e-Aqayed and Shariah- e-Waqaya ...

"Afterward I travelled to Delhi, which was a seat of Arabic learning. I stayed at Delhi and completed there the Hamdulla, Kazi, Tafsir-e-Jalalain, Tauzih, Talvih, Hidaya and six books on Hadiths (Bukhari, Muslim, Abu Daud, Nisai and Ibn Maja) with Mishkat and Mawatta.

"Then I went to Aligarh and read the Sadra, Sharah Hedeyet-ul-Hikmat in philosophy and Sadidi, Nafisi and Kanun of Bu Ali Sina (Avicenna) in medicine. The next place I went to was Kandhla, Muzaffarnagar, where I studied advance books in philosophy and theological philosophy, such as Amur Amma of Mirzahid, Shams Bazgha, Shariah-e-Mussalam and Shariah Mawaqif, and also the first two books of the mathematician Euclid in Arabic.

"At Benaras I joined an immense class of Arabic scholars from all over India who had come to study advance mathematical and astronomical sciences from